دورِ جدید کے ایک عظیم سعودی سکالر کی بہترین تحریر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
صحابہ کرامؓ آئمہ مجتہدینؒ
محدثینؒ اور علماء امت
کے
نظر میں

نمازِ تراویح

مصنف
فضیلۃ الشیخ حضرت
علامہ محمد علی الصابونی
استاذ ام القری
یونیورسٹی مکہ مکرمہ سعودی عرب

مترجم
حافظ
محمد اکرم مجددی

نظرثانی
حضرت علامہ حافظ
محمد اشرف مجددی

ناشر
اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	الهدی النبوی الصحیح فی صلاۃ التراویح
نام مصنف	فضیلۃ الشیخ حضرت العلام محمد علی الصابونی استاذ ام القریٰ یونیورسٹی، مکہ مکرمہ
مترجم	حافظ محمد اکرم مجددی خادم دارالعلوم مجددیہ، مجدد آباد، سیالکوٹ
نظر ثانی	حافظ محمد اشرف مجددی مہتمم مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ محلہ نور آباد فتح گڑھ سیالکوٹ
کمپوزنگ	شیروانی کمپیوٹر اینڈ پرنٹرز، مجاہد روڈ سیالکوٹ
طابع	گنج شکر پرنٹرز
ناشر	اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ
قیمت	

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو اپنے والد ماجد حافظ محمد حسین نقشبندی مرحوم کے ساتھ منسوب کرتا ہوں، جنکی تربیت، توجہ اور دعاؤں سے بندہ کچھ علم دین حاصل کرسکا اور وعظ وتقریر اور تدریس کے ساتھ ساتھ بذریعہ تحریر مسلک حق اہل سنت وجماعت کی اشاعت و ترویج میں حصہ لینے کے قابل ہوا۔

والد مرحوم کے ساتھ انتساب کرنے کے ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ اگر بندہ کا یہ عمل بارگاہ خداوندی میں قبول ہو جائے تو اس کا ثواب مرحوم و مغفور کو پہنچتا رہے۔

محمد اکرم مجددی
۲۳ شعبان المعظم
بروز جمعۃ المبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کیلئے انبیاء علیہم السلام معبوث فرمائے اور سب سے آخر میں آقائے نامدار مدنی تاجدار حبیب کردگار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو بھیجا، چونکہ نبوت کا دروازہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر بند ہوگیا تو بعد میں دین کی تبلیغ کا کام آپکی امت کے علمائے ربانین کے سپرد ہوگیا اور یہی لوگ انبیاء کرام کے وارث بھی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت کیلئے سب سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کام کیا اور یہ مقام پایا کہ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم ترجمہ: میرے صحابہ (آسمان کے) ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کسی کی اقتداء اور پیروی کروگے ہدایت پا جاؤ گے، پھر ان حضرات صحابہ میں سے خلفائے راشدین کو یہ مقام ملا کہ آقائے دو جہاں نے ارشاد فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تم پر میرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ لازم ہے، یعنی میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو اپنانا اور اس پر عمل کرنا امت محمدیہ کیلئے بہت ضروری ہے اسی میں کامیابی وکامرانی ہے۔

بعض کام ایسے ہیں جنکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نہ کیا یا ہمیشہ نہیں کیا صرف چند دن کیا اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان نے یا ان میں سے کسی ایک نے اس کام کو ہمیشہ کیلئے جاری کیا اور پورے انتظام وانصرام کے ساتھ اسکو جاری رکھا، جس طریقہ کے ساتھ انہوں نے کوئی کام کیا اسی کے مطابق آج تک جاری ہے۔

واضح رہے کہ وہی گروہ حق پر ہوگا جو خلفائے راشدین کے عمل کو مستقل طور پر اپنانے والا ہوگا، مثلاً قرآن پاک کو ایک کتاب کی صورت میں لکھوانا، نماز تراویح کو دیکھ لیجئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو باجماعت صرف تین رات تک ادا فرمایا اور جب صحابہ کرام کا شوق اور ہجوم دیکھا تو پھر نماز تراویح پڑھانا چھوڑ دیا کہ کہیں میری امت پر نماز تراویح فرض نہ ہو جائے۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسکو باقاعدہ طور پر قائم کیا اور علیحدہ علیحدہ نماز تراویح ادا کرنے والوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کر دیا اور آپ ہمیشہ صحابہ کرام کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھاتے رہے اور آج تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً پچانوے فی صد امت بیس رکعت نماز تراویح ادا کر رہی ہے، اگرچہ بعض لوگ آٹھ رکعت نماز تراویح پڑھتے ہیں جو کہ صحابہ کرام کے عمل کے خلاف ہے اور جمہور امت کی مخالفت ہے۔

جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت نماز تراویح کا انتظام اور اہتمام کیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیس رکعت نماز تراویح کی جماعت کرواتے رہے تو اس دوران کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ مذکورہ تعداد کا انکار کیا۔

ہمارے برصغیر پاک وہند میں یہ وبا ہے کہ معمولی معمولی مسائل پر اختلاف، جھگڑا اور مناظرے ہو رہے ہیں اور قوم کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا جا رہا ہے اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ یہاں انگریز جو مسلمانوں کا دشمن ہے وہ کچھ دیر حکومت کرکے انکو لڑنے جھگڑنے اور گروہ گروہ بننے کا سبق دے گیا ہے، حالانکہ عرب ممالک میں بھی اختلاف موجود ہے، اور چاروں اماموں کے مقلدین اور غیر مقلدین (سلفی) موجود ہیں لیکن وہاں یہ لڑائی نہیں ہے، ہر کوئی اپنے مسلک کے مطابق کام کر رہا ہے، اور دوسرے کو تنقید کے تیر نہیں مارتا، ایران کو دیکھ لو وہاں شیعہ سنی اکٹھے رہتے ہیں ہمارے ملک کی طرح وہاں آپس میں جنگ نہیں ہے۔

برصغیر پاک وہند میں نماز تراویح کی تعداد، امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا اور نہ پڑھنا، آمین آہستہ یا بلند کہنا، رفع یدین کرنا اور نہ کرنا، ان تمام کاموں اور ایسے

ہی دیگر کئی معاملات میں سخت جھگڑا ہے، لیکن عرب ممالک میں ان مسائل پر کوئی جھگڑا نہیں ہے، حرمین شریفین کو دیکھ لیجئے، وہاں چاروں ائمۂ کرام کے مقلدین اپنے اپنے طریقہ پر نماز پڑھتے ہیں لیکن کوئی دوسرا اسے یہ نہیں کہتا کہ تونے غلط طریقہ سے نماز پڑھی ہے، تیری نماز نہیں ہوئی۔

زیر نظر کتاب " الھدی النبوی الصحیح فی صلاۃ التراویح " کے مصنف فضیلۃ الشیخ حضرت العلام مولانا محمد علی الصابونی ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ نے اپنی اس کتاب میں مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ یہ وقت سنت اور بدعت کے جھگڑے کا نہیں ہے، بلکہ اس وقت قوم کو اکٹھا کرنے اور متفق و متحد رکھنے کی ضرورت ہے، اولیٰ اور غیر اولیٰ کی بحثوں میں پڑنے کی بجائے ملحد و بے دین کیمونسٹوں سے مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے نہ کہ مسلمان آپس میں معمولی معمولی مسائل پر لڑ لڑ کر اپنی طاقت کمزور کرتے رہیں، اور فرقہ بندی اور گروہ بندی میں پڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں۔

یہ بہت نازک وقت ہے، وقت کی نزاکت کا لحاظ رکھتے ہوئے اختلافات کو چھوڑ کر بے دینوں اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف جہاد کیجئے۔

اس حقیر نے اس کتاب کو نوجوان نسل کیلئے بہت بہتر اور مفید پایا تو اپنے کرم فرما حاجی محمد صدیق صاحب موضع بھڈال ضلع سیالکوٹ کے ایماء پر اس کتاب کا ترجمہ شروع کیا، اگرچہ بندہ کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے پیش نظر یہ کام مشکل نظر آیا، کہ من آنم کہ من دانم

حاجی صاحب کے اصرار پر یہ کام شروع کردیا یہ کتاب بھی حاجی صاحب موصوف مکہ مکرمہ سے لیکر آئے اور بندہ کو عطا کی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ترجمہ پایۂ تکمیل تک آپہنچا

بندہ نے ترجمہ کیا اور اپنے برادر بزرگوار اور استاذ محترم حضرت علامہ حافظ محمد اشرف صاحب مجددی صاحب کو نظر ثانی کیلئے گذارش کی تو آپ نے انتہائی معروفیت کے باوجود اپنا قیمتی وقت صرف کرکے ترجمہ پر نظر ثانی فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا اور کتاب چھپوانے میں تعاون فرمایا، بندہ اگر برادر بزرگوار کا

شکریہ نہ ادا کرے تو بہت غیر مناسب ہوگا۔ قارئین کرام کو ترجمہ میں جہاں کہیں کوئی خوبی نظر آئے تو حضرت العلام قبلہ حافظ محمد اشرف مجددی صاحب کی راہنمائی تصور کریں، اور جہاں خامی نظر آئے تو راقم السطور کی کم مائیگی اور بے بضاعتی پر محمول کریں اور بندہ کو مطلع ضرور فرمائے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درست کرسکے۔ محترمی شہباز اللہ خان شیروانی کمپیوٹر کمپوزر پروپرائیٹر شیروانی کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز مجاہد روڈ اشرف پلازہ، سیالکوٹ اور جناب قاری نذیر احمد نقشبندی موہڑوی صاحب پروپرائیٹر دانش آرٹس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے کمپوزنگ اور دوسرے معاملات میں تعاون فرمایا اور کتاب کو جلد از جلد لانے میں بندہ کی مدد کی۔

آخر میں دعا ہے کہ مولا کریم قارئین کو پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

مولا کریم اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر بندہ کیلئے ذریعہ نجات بنائے

حافظ محمد اکرم مجددی
خادم دارالعلوم مجددیہ مجدد آباد
ضلع سیالکوٹ

نوٹ: حاشیہ کے نمبر کتاب میں دیدیے ہیں حواشی آخر میں دیکھ لیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآنی ہدایات

اللہ تعالیٰ اپنی معزز کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات (البقرہ آیت ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! فرض کیے گئے ہیں تم پر روزے جیسے فرض کیے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے کہ کہیں تم پرہیزگار بن جاؤ، یہ گنتی کے چند روز ہیں

۲. اللہ تعالیٰ اپنی اتاری ہوئی محکم کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینت من الھدی والفرقان، فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ (البقرہ آیت ۱۸۵)

ترجمہ: ماہ رمضان المبارک جس میں اتارا گیا قرآن اس حال میں کہ یہ راہ حق دکھاتا ہے اور اس میں روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق و باطل میں تمیز کرنے کی، سو جو کوئی پاوے تم میں سے اس مہینہ کو وہ یہ مہینہ روزے رکھے۔

۳. اللہ تعالیٰ رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :۔

کانوا قلیلا من الیل ما یھجعون وبالاسحارھم یستغفرون (الذاریات آیت نمبر ۱۷)

ترجمہ: یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور سحری کے وقت (اپنی خطاؤں) کی بخشش طلب کرتے تھے۔

ارشادات نبوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا

من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ (راوہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: جس نے رمضان المبارک میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔

۲. حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلام نازل ہو۔

ان اللہ فرض علیکم صیام رمضان و سننت لکم قیامہ، فمن صامہ و قامہ ایمانا واحتسابا غفرلہ ماتقدم من ذنبہ (رواہ اصحاب السنن)

بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام مسنون کردیا، پس جس کسی نے اس (رمضان) کا روزہ رکھا اور ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے اسکا قیام کیا اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔

(ایماناً) اللہ کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اور اللہ کریم کے پاکیزہ فریضہ کا اعتقاد رکھتے ہوئے۔

(احتسابا) اللہ کی بارگاہ سے اجر و ثواب طلب کرتے ہوئے۔ نہ کہ دنیاوی غرض کیوجہ سے۔

۳. اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اتاکم رمضان شھر برکۃ، یغشاکم اللہ فیہ فیحط فیہ الخطایا، ویستجیب فیہ الدعاء ینظر اللہ تعالیٰ الی تنافسکم فیہ، ویباھی بکم الملائکۃ فاروا اللہ من انفسکم خیرا، فان الشقی من حرم فیہ رحمۃ اللہ عزوجل (رواہ النسائی)

ترجمہ: تم پر رمضان آیا جو بڑی برکت والا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ اس میں تمہیں اپنی رحمت میں ڈھانپ لیتے ہیں، اور اس میں خطاؤں کو معاف فرما دیتے ہیں، اور اس میں دعا قبول فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ تمہارے تنافس یعنی نیک کام میں آگے بڑھنے کو دیکھتے ہیں اور تمہارے بارے ملائکہ سے فخر کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف سے نیکی دکھاؤ، بدنصیب وہ شخص ہے جو اس مہینہ میں بھی اللہ بزرگ و برتر کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

(تنافسکم) نیک کام اور اطاعت و فرمانبرداری میں تمہارا آگے بڑھنا۔

دعا

اے اللہ ہمیں اخلاص نیت، بات میں سچائی، برائی سے دوری عطا فرما، اور ہمیں نفسانی خواہشات کی پیروی سے محفوظ فرما، ہمیں فتنوں کی گمراہیوں سے بچا۔
اے رب العالمین! ہمارا خاتمہ بہتری اور سعادت کے ساتھ فرما۔

دعائے ماثورہ

اللهم انی اعوذ بک من منکرات الاخلاق والاعمال والاهواء
اے اللہ! میں اخلاق، اعمال اور نفسانی خواہشات کی برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ تبارک و تعالیٰ ونصلی علیٰ صفوة خلقه سیدنا محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم ، الداعی الی اللہ بالحکمة والموعظة الحسنة وعلیٰ آله واصحابه والتابعین لهم باحسان الی یوم الدین

حمد و صلوۃ کے بعد قیام رمضان یعنی نماز تراویح کے بارے میں یہ ایک چھوٹا سا بہت فائدہ مند رسالہ ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ، سچائی اور حق کو اپنی حقیقت کی طرف پھیر دے گا، یعنی حق کو واضح کردے گا، اور حجت اور دلیل کے ساتھ ان لوگوں کے فاسد خیالات اور شبہات کو دور کردیگا جو خیال کرتے ہیں کہ قیام رمضان بیس رکعت نماز (تراویح) دین میں بدعت پیدا کی گئی ہے، اور وہ گیارہ رکعتوں پر اکتفا کرکے سنت مطہرہ کو زندہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں انہوں نے نہ جانا کہ وہ اپنے اس عمل کیوجہ سے حق سے ہٹ رہے ہیں اور سنت کی مخالفت کر رہے ہیں اور اس امت کے سلف صالحین اور اخلاف (متاخرین علماء) پر جہالت اور گمراہی کا عیب لگا رہے ہیں بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے سکوت اور خاموشی کو برائی کیطرف اور انکے اجماع کو ایسی بدعت کیطرف منسوب کرتے ہیں جو سنت مطہرہ کے مخالف ہے، حالانکہ اس کا حکم عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاکیزہ اور نیک صحابہ کرام نے اس کو جاری رکھا ہے۔ (یہ لوگ) اس عمل کیساتھ (لوگوں) کی سوچوں میں گڑبڑ پیدا کر رہے ہیں اور مسلمانوں میں تفریق ڈال رہے ہیں انکے اجتماع کو جدا جدا کرنے کے باوجود وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ کوئی بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں۔
میں نے اس رسالہ کو مندرجہ ذیل طریقہ کے مطابق مرتب کیا ہے۔

١. بحث کا ابتدائیہ
٢. نماز تراویح کا حکم اور اسکی فضیلت
٣. سب سے پہلے جس نے نماز تراویح ادا کی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

٤. اس نماز کا نام نماز تراویح کیوں رکھا گیا
٥. تراویح کی رکعات کی تعداد اور اس میں علماء کے اقوال
٦. اس کا ثبوت کہ بیس رکعت تراویح ادا کرنا سنت ہے
٧. حرمین شریفین ہمارے مرکز اور مقتدا ہیں
٨. شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتویٰ جو ان شکوک و شبہات کا رد کرتا ہے
٩. فاروق اعظمؓ کے عمل کو مضبوطی سے تھامنا سنت رسولؐ کو مضبوطی سے تھامنا ہے
١٠. نوجوانوں کو میری نصیحت اور بحث کا خاتمہ

میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں فتنوں کی گمراہیوں سے بچائے اور ہمیں نفسانی خواہشات کی پیروی سے محفوظ رکھے، اور ہمیں خلوص نیت عطا فرمائے۔ ہمیں شہرت اور خودنمائی کی محبت سے دور رکھے، بیشک وہ سننے والا اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

بحث کا ابتدائیہ

مسلمانوں پر کئی صدیاں اور طویل زمانہ گزر گیا اور وہ خیریت کیساتھ بھائی بھائی رہے، ایک دوسرے سے محبت کرتے اور آپس میں تعاون کرتے رہے۔ رمضان میں نماز تراویح پڑھتے رہے اور ان میں الفت، محبت اور اتفاق ہی رہا، اسلام نے انکو اپنی آسان تعلیمات اور بنیادی ہدایات میں جمع رکھا، کسی چیز نے ان کی صفائی اور نظافت کو مکدر نہ کیا، یا انکی جماعت میں اختلاف نہ ڈالا، رمضان ہو یا غیر رمضان، کیونکہ قرآن اور رحمان کی اطاعت و فرمانبرداری ہی میں مصروف رہے۔

پھر یہ فکری جمود اور علمی ترقی میں رکاوٹ کا دور آگیا کہ مسلمانوں نے کسی ایسی چیز کو نہ پایا، جس سے بامقصد اور اہم کام کیطرف اپنے آپ کو لے جائیں سوائے فروعی مسائل میں مشغول ہونے اور بنیادی اصولوں کو ترک کرنے کے حالانکہ انکی زیادہ توجہ ایسے امور کیطرف ہونی چاہیئے تھی جو زیادہ اہم اور ضروری

تھے، اور ان میں فروعات (چھوٹے مسائل) کیوجہ سے اختلاف چل نکلا جو مسلمانوں کے پیچھے رہ جانے کا ایک سبب بن گیا اور انسانی تہذیب و ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کی بجائے مسلمانوں کو پیچھے دھکیل دیا، حالانکہ یہ لوگ تہذیب و تمدن میں قائد اور راہنما تھے۔

تعجب یہ ہے کہ جو اس بوجھ کو یعنی اسلام کے درست طریقہ سے انحراف کا بار اٹھا رہے ہیں وہ عام لوگ نہیں بلکہ خاص لوگ ہیں جو امت کی سرداری کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہیں اور جنکو صاحب علم تصور کیا جاتا ہے، اور دعوٰی کرتے ہیں کہ وہ سلف صالحین کی سنت کو زندہ کرنا چاہتے ہیں اور یہ زعم رکھتے ہیں کہ وہ بڑے محقق ہیں اور علم کے اس بلند درجے پر فائز ہیں کہ جس پر عصر حاضر کے اکثر علماء نہیں پہنچے، بلکہ کبھی کبھی بعض علماء کے مقابلہ میں غرور کرنے لگتے ہیں یہاںتک کہ ان کے بارے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ائمہ مجتہدین کے درجے پر پہنچ چکے ہیں پھر مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کیلئے سلف صالحین اور جمہور علماء کے مذہب و مسلک کے خلاف عجیب عجیب آراء اور تعجب خیز مسائل پیش کرتے ہیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ

یا علماء العصر یا ملح البلد
مایصلح الملح اذا الملح فسد

ترجمہ: اے زمانے کے علماء اے ملک کے صاحب علم حضرات! جب علماء ہی بگڑ جائیں تو ان کی اصلاح کون کریگا

وہ دین جو دلوں کو جوڑتا ہے، صفوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے، اور اخوت اسلامیہ کے ستونوں کو مضبوط بناتا ہے آج کل وہی دین جہالت، نفسانی خواہشات کے غلبے، جھگڑے، مقاطعے، فرقہ بندی اور نزاع کا سبب بنا ہوا ہے، اور اس اخوت ایمانی کے عہد کو پارہ پارہ کرنے کی دعوت دیتا ہے، جس اخوت ایمانی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے اتحاد کو قائم رکھا ہے۔ (ارشاد ربانی ہے کہ)

انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم

ترجمہ: بے شک اہل ایمان بھائی بھائی ہیں، پس صلح کرادو اپنے دو بھائیوں کے درمیان

وائے ناکامی! شہرت پسند شیوخ کی تقلید کرتے ہوئے اور اندھے تعصب کے مختلف خیالات کیوجہ سے مسلمان دور حاضر کے کتنے افسوسناک، غمناک اور دردناک حالات میں مبتلا ہوگئے ہیں، وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس مصیبت زدہ دور میں اجتہاد کے اہل ہیں، مسلمانوں کے درمیان عداوت اور فرقہ بندی کی آگ بھڑکاتے ہیں اور معمولی معمولی معاملات میں فتنوں کو اٹھاتے ہیں، جیسے تسبیح پر شمار کرنا، نماز میں دونوں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا، نماز تراویح، عالم کے ہاتھ کو بوسہ دینا، آنے والے مہمان کیلئے کھڑا ہونا، جماعت بن کر اللہ کا ذکر کرنا، اور قاری کا تلاوت کرنے کے بعد "صدق اللہ العظیم" کہنا، اسی طرح کے اور کام بھی ہیں، جن میں جھگڑے اور مناظرے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دین اسلام ایسے امور میں وسعت اور آسانی رکھتا ہے، لہذا حرام و حلال کے احکام کو چھوڑ کر افضل اور غیر افضل کے دائرے میں اپنی دوڑ کو محدود نہ کردو ان جزئی اور فروعی مسائل کو ان لوگوں نے ان بڑے بڑے اصولی مسائل کی جگہ رکھدیا ہے جنکا اہتمام کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے، مثلاً عقیدہ کے مسائل، کلمہ اسلام کی بنیاد پر وحدت قائم رکھنا، تباہ کن تحریکوں، دعوت دین کے نام پر دین کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں، الحاد و بے دینی کے تیر برسانے والی انجمنوں کے مقابلہ کیلئے صف بستہ رہنا، اور اس اخلاق بگاڑ کی اصلاح کرنا جو نوجوان مردوں اور عورتوں میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔

گویا مسلمان آج اس کی ضرورت محسوس کررہے ہیں کہ کون ہے جو انکو پارہ پارہ کرے اور انکے اجتماع کو بکھیر دے، جبکہ استعماری دشمن نے انکو پہلے ہی جدا جدا کررکھا ہے، اور انکو چھوٹے چھوٹے گروہ اور ٹولے بنا دیا ہے، (ارشاد ربانی)

كل حزب بما لديهم فرحون

ترجمہ: ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے

اور اس سے بڑھ کر شکست کھانے اور مغلوب ہونیکی بات یہ ہے کہ قطع تعلقی آپس میں دشمنی، جھگڑا اور اختلاف جس میں مسلمان آج مبتلا ہیں اسکو دینی غیرت کا نام دیکر احیائے سنت کے نام سے کبھی سلف صالحین کے نام سے اور کبھی کسی اور طریقہ سے پیش کرتے ہیں حالانکہ اسلاف اس سے بری اور آزاد تھے

اور یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ بڑا خبیث قسم کا دھوکا ہے جنگی تدبیریں دشمن لوگ مسلمانوں کیلئے کر رہے ہیں تاکہ بڑے بڑے کاموں سے ہٹا کر انکو چھوٹے چھوٹے کاموں میں مشغول کردیں اور انکی اپنی لڑائی کو سخت کرکے انکے اتحاد کو پارہ پارہ کردیں، اور انکی جماعت کو فرقہ فرقہ بنادیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات بینات میں مسلمانوں کو اس سے ڈرایا ہے، پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

واعتصموا بحبل الله جميعا ولاتفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا

ترجمہ: اور مضبوطی سے پکڑلو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جبکہ تم تھے (آپس میں) دشمن، پس اس نے الفت پیدا کردی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اسکے احسان کے بدلے بھائی بھائی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو بہت عظمت والا ہے

ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاء هم البينت واؤلئك لهم عذاب عظيم!

ترجمہ: اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور اختلاف کرنے لگے تھے اس کے بعد بھی جب آچکیں تھیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کیلئے عذاب ہے بہت بڑا

اگر یہ سلفی بننے والے مسلمانوں کو اس حال میں چھوڑ دیں تو انکا کیا نقصان ہے کہ وہ آٹھ رکعت یا بیس رکعت پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہاتھ سے شمار کریں یا تسبیح سے اور اللہ کا ذکر علیحدہ علیحدہ کریں یا جماعت سے کریں، اگر ان کا مقصد دین کی خدمت ہے تو اپنی کوششیں ملحدوں، بے دینوں اور کیمونسٹوں کے مقابلہ کیلئے وقف کردیں، بجائے اس کے کہ وہ اپنا مقصد عبادت گذار نمازیوں کا مقابلہ کرنا بنالیں، انکو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد یاد کرنا چاہیئے جو ہادی اور امین ہیں

ان هذا الدين يسر ولن يشاد الدين احد الا غلبه

ترجمہ: بے شک یہ دین آسان ہے اور مقابلہ کرکے دین پر کوئی غالب نہیں آسکے گا

مگر دین ہی اس پر غالب آئیگا

اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ

بشروا ولا تنفروا، ویسروا ولا تعسروا

خوشخبری سناؤ (دین سے) نفرت نہ دلاؤ اور (دین کو) آسان کرو مشکل نہ بناؤ

اے اللہ! ہمارے دلوں میں ہدایت القا کردے اور ہمیں نفسانی خواہشات کی اتباع سے محفوظ فرما، اور ہمیں فتنوں کی گمراہیوں سے بچا، اے تمام جہانوں کے پالنے والے (آمین)

ہم چاہتے ہیں کہ اب اپنا مقصد یعنی نماز تراویح کے بارے نبوت کی ہدایت کا بیان شروع کریں، پس ہم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مدد اور توفیق مانگتے ہیں.

نماز تراویح

نماز تراویح کا حکم اور اس کی فضیلت

نماز تراویح! یہ وہ نماز ہے جو رمضان المعظم کے مہینہ کی راتوں میں نماز عشاء کے بعد اور وتروں سے پہلے ادا کی جاتی ہے.

یہ نماز مردوں اور عورتوں کیلئے سنت ہے، اس سنت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لگاتار ادا کیا اور لوگوں کو اس کے ادا کرنے کی رغبت دلائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام اور تابعین (حضرات) نے ان کو ہمیشہ ادا کیا، یہ رمضان المبارک کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، مسلمانوں کے دلوں میں اسکی بہت عظمت و شان ہے. رب العالمین کے ہاں اسکی بڑی قدر و منزلت اور فضیلت ہے.

صحیح حدیث میں ہے جس کو امام بخاری نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه

ترجمہ: جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا اسکے گزشتہ گناہ بخش دیئے گئے

حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے کہ جس نے رمضان المبارک کی راتیں نماز، ذکر اور تلاوت قرآن کے ساتھ اور ایمان رکھتے ہوئے اور اس سے اجر و ثواب چاہتے ہوئے گزاریں، اللہ تعالیٰ اسکے گزشتہ صغیرے کبیرے گناہ بخش دے گا، لیکن کبیرے گناہ کیلئے بڑی پکی توبہ کی ضرورت ہے، جیسا کہ بہت سے فقہاء نے اس کی وضاحت کی ہے. ۲

سب سے پہلے نماز تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی

ابن قدامہ نے اپنی جامع کتاب المغنی میں کہا ہے کہ جس کی عبارت یہ ہے :-

وهي سنة مؤكدة واول من سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترجمہ: یہ (نماز تراویح) سنت مؤکدہ ہے اور اس کو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا ہے۔

(ا) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے قیام کے متعلق رغبت دلاتے تھے بغیر اس کے کہ ان کو حکم دیکر لازمی قرار دیتے۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ :-

من قام رمضان ايماناً واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه (رواه مسلم)

ترجمہ: جس نے رمضان میں قیام کیا اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے تو اسکے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (مسلم شریف)

(ب) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز ادا فرمائی تو آپکے ساتھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی، پھر آئندہ رات نماز پڑھائی تو لوگ زیادہ ہوگئے، تیسری یا چوتھی رات اور زیادہ لوگ جمع ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی طرف نہ نکلے پھر جب صبح ہوئی تو فرمایا :-

قد رأيت الذى صنعتم فلم يمنعنى من الخروج اليكم الا انى خشيت ان تفرض عليكم [۳]

ترجمہ: میں نے دیکھا جو تم نے کیا، پس مجھے تمہاری طرف نکلنے سے صرف اس بات نے روکا کہ تم پر (یہ نماز) فرض کردی جائے گی۔

(ج) وعن ابى هريرة قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا الناس فى رمضان يصلون فى ناحية المسجد، فقال ! ماهؤلاء ، قيل هؤلاء ناس ليس معهم قرآن، وابى بن كعب يصلى بهم ، وهم يصلون صلاته فقال النبى صلى الله عليه وآله وسلم اصابوا ونعم ماصنعوا (رواه ابو داؤد) [۴]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ رمضان میں مسجد کی ایک طرف نماز پڑھ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنکو قرآن یاد نہیں ہے اور حضرت ابی بن کعب انکو نماز پڑھا رہے ہیں، اور وہ انکے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہوں نے جو کیا بہت اچھا کیا (ابو داؤد شریف)

نماز تراویح کی نسبت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جمع کیا اور وہ انکو نماز پڑھاتے رہے۔

(امام) بخاری نے عبدالرحمان بن عبدالقاری سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں رمضان کی رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ گروہ گروہ بن کر علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے، ایک آدمی اکیلے نماز پڑھتا ہے، اور ایک آدمی نماز پڑھتا ہے، اور اس کے ساتھ ایک گروہ نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت عمر (فاروق) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اگر میں انکو ایک قاری کے ساتھ جمع کردوں تو بہتر ہوگا، یعنی افضل اور نیکی کے زیادہ قریب ہوگا، پھر آپ نے پختہ ارادہ فرمایا اور ان کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں جمع کر دیا۔

عبدالرحمان بن عبدالقاری نے کہا پھر میں ایک رات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کیساتھ باہر نکلا، جبکہ لوگ مسجد میں اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں تو عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ :-

نعمت البدعة هذه [۵]

ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

نیز فرمایا کہ جو سو گئے ہیں وہ قیام کرنے والوں سے افضل ہیں، اس سے آپکی مراد رات کے آخری حصہ میں قیام کرنے والے ہیں جو رات کے پہلے حصے میں سو جاتے تھے، (اور رات کے پچھلے حصے میں نماز تراویح پڑھتے تھے) اور اکثر لوگ رات کے اول حصے میں قیام کرتے تھے، اسکو امام بخاری نے بیان کیا۔ [۶]

ان احادیث مبارکہ صحیحہ سے ہمیں اچھی طرح واضح اور روشن ہو جاتا ہے کہ سب سے پہلے ہمارے آقا رسول خدا نبی آخرالزمان تاجدار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین یا چار رات نماز پڑھائی پھر اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام پر شفقت اور رحمت فرماتے ہوئے مسجد میں انکے پاس تشریف نہیں لائے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر تراویح فرض ہوجانے کا خوف کیا، یعنی اگر میں مسلسل پڑھاتا رہا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھتے رہے تو امت پر کہیں نماز تراویح فرض نہ ہوجائے.

اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے.

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج فی جوف اللیل وذلک فی رمضان ترجمہ: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے درمیانی حصے میں باہر تشریف لائے اور یہ رمضان کا واقعہ ہے.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی تو آپ کے ساتھ بہت سے لوگوں نے نماز پڑھی، لوگ اس بارے ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگے تو پہلے سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رات باہر تشریف لائے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، لوگ اس بارے (آپس میں) ذکر کرتے رہے، پس تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہوگئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد، مسجد والوں سے عاجز آگئی، یعنی لوگ اس قدر آگئے کہ مسجد میں لوگ نہ سماتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس باہر (نماز پڑھانے کیلئے) تشریف نہ لائے، لوگ الصلوۃ الصلوۃ (نماز ۔ نماز) کہنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کیطرف تشریف نہ لائے، یہانتک کہ آپ فجر کی نماز کیلئے باہر تشریف لائے، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوگئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پھر توحید ورسالت کی گواہی کے بعد ارشاد فرمایا.

امابعد فانہ لم یخف علی شانکم اللیلۃ ، لکننی خشیت ان تفرض

علیکم صلوۃ اللیل فتعجزوا عنھا ؎

ترجمہ: تمہاری رات کی حالت مجھ پر پوشیدہ نہیں تھی لیکن میں ڈر گیا تھا کہ تم پر رات کی نماز (تراویح) فرض ہو جائیگی، پس تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آجاؤ گے.

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ

فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا مر علی ذالک

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دار فانی سے رحلت فرما گئے اور معاملہ اسی طرح رہا.

نماز تراویح کی وجہ تسمیہ

قیام رمضان کی نماز کا نام تراویح رکھا گیا ہے کیونکہ وہ بہت رکعتوں والی ایک لمبی نماز ہے، نمازی اس میں ہر چار رکعت کے بعد آرام کرتے ہیں پھر اسی طرح نماز پڑھتے رہتے ہیں، پس اس لئے اس کا نام نماز تراویح رکھا گیا ہے.

ابن منظور نے لسان العرب میں کہا ہے کہ

" تراویح " ترویحہ کی جمع ہے اور اسکا معنیٰ ایک دفعہ آرام کرنا ہے جیسے سلام سے تسلیمۃ ایک دفعہ سلام کرنا، اور ترویحہ رمضان کے مہینہ میں آرام کرنا ہے. اس کا نام لوگوں کے ہر چار رکعت کے بعد آرام کرنے کیوجہ سے رکھا گیا ہے، پھر ابن منظور نے کہا راحت " آرام " تعب (تھکاوٹ) کی ضد ہے. حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ

ارحنا یا بلال

ترجمہ: اے بلال ہمیں راحت پہنچایئے

یعنی نماز کیلئے آذان دیجئے، ہم اسے ادا کرکے آرام پائیں گے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے راحت و آرام حاصل کرتے تھے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرگوشی کرنا ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ

ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے.

پس نماز تراویح تب قیام رمضان کی نماز ہے، جس طرح ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا جنکو ہم نے ذکر کیا ہے.

نماز تراویح کی رکعات کی تعداد

نماز تراویح نوافل مؤکدہ (سنت مؤکدہ) میں سے ہے، جس طرح اس پر پہلی گذرنے والی احادیث شریفہ دلالت کرتی ہیں. اور یہ وتر کے علاوہ بیس رکعت ہیں اور وتر سمیت تئیس رکعت ہو جاتی ہیں. خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک سے ہمارے اس زمانہ تک متقدین سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے اور امت کا اسی پر اتفاق ہے اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ کو راضی رکھیں. اس معاملہ میں ائمۂ اربعہ مجتہدین میں سے کسی فقیہ نے اختلاف نہیں کیا مگر وہ جو امام دارالہجرات امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ

تراویح میں ان کا قول چھتیس رکعت تک ہے، انہیں سے دوسری روایت ہے جس میں وہ اہل مدینہ کے عمل سے دلیل پکڑتے ہیں

پھر حضرت نافع سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

ادرکت الناس یقومون رمضان بتسع وثلاثین رکعة یوترون منها بثلاث [8]

ترجمہ: میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ رمضان میں انتالیس رکعت قیام کرتے ہیں ان میں تین رکعت وتر پڑھتے ہیں.

لیکن اس بارے میں مشہور روایت جس پر جمہور (شوافع، حنابلہ اور احناف) کا اتفاق ہے پس وہ بیس رکعت ہیں، اس پر مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے اور مکمل اجماع ہے. اور لڑائی جھگڑے کے شر میں اللہ تعالیٰ مومنوں کیلئے کافی ہے.

ائمۂ مجتہدین کے دلائل

(ا) احتج ائمة المذاهب على انها عشرون ركعة بما رواه البيهقي وغيره بالاسناد الصريح الصحيح ؛ "عن السائب بن يزيد" رضی الله عنه . الصحابی المشهور . انه قال "كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه . فی شهر رمضان بعشرين ركعة [9]

(ب) واحتجوا ايضا بما رواه مالك فی الموطا، البيهقی ايضا عن "يزيد بن رومان" قال "كان الناس يقومون فی زمن عمر بن الخطاب رضی الله عنه . بثلاث وعشرين ركعة" يعنی يصلون التراويح عشرين ركعة ويوترون بثلاث ركعات [10]

(ج) واحتجوا كذلك بما روى عن الحسن ان عمر رضی الله عنه جمع الناس على "ابی بن كعب" فكان يصلی لهم عشرين ركعة ولا يقنت بهم الا فی النصف الثانی , فاذا كان العشر الاواخر من رمضان تخلف ابی فصلی فی بيته , فكانوا يقولون "ابق ابی [11]

(ا) ائمۂ مذاہب نے (تراویح) کے بیس رکعت ہونے پر اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے جو بیہقی وغیرہ نے اسناد صریح اور صحیح سے روایت کی ہے.

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو مشہور صحابی ہیں، انہوں نے کہا (لوگ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں بیس رکعت قیام کرتے تھے.

(ب) انہوں نے اس حدیث سے بھی دلیل پکڑی ہے جو امام مالک نے مؤطا میں روایت کی اور بیہقی نے بھی یزید بن رومان سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تئیس رکعت ادا فرماتے تھے. یعنی نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے اور تین رکعت وتر ادا کرتے.

(ج) اس طرح انہوں نے (ائمۂ اربعہ) نے اس روایت کو بھی دلیل بنایا ہے کہ جو (حضرت امام) حسن سے روایت ہے. بیس رکعت پڑھا رہے تھے، اور دعائے قنوت صرف رمضان کے آخری نصف میں پڑھتے.

پس جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ تراویح نہ پڑھاتے اور وہ اپنے گھر میں نماز پڑھتے تو لوگ کہتے تھے ابی بھاگ گئے.

اس کے علاوہ ابن قدامہ نے مغنی میں بیان کیا ہے کہ اجماع اس پر ہے کہ وہ (نماز تراویح) بیس رکعت ہیں (اور امام) رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت کا رد کیا ہے جس میں چھتیس رکعت کا ذکر ہے. امام ابن قدامہ بیان کرتے ہیں

ماہ رمضان المبارک کا قیام یعنی نماز تراویح بیس رکعت ہیں اور وہ سنت مؤکدہ ہیں اور سب سے پہلے جس نے اسکو سنت قرار دیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ہیں اور تراویح کی نسبت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا، پس وہ انکو نماز پڑھاتے تھے

پس روایت کی گئی ہے کہ فاروق اعظم رمضان شریف میں ایک رات مسجد کیطرف نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ مسجد میں جدا جدا نماز ادا کر رہے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں انکو ایک قاری کے ساتھ جمع کردوں (تو بہتر ہے) پھر آپ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کردیا پھر ایک اور رات باہر نکلے جبکہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

نعمت البدعة هذه [۱۲]

ترجمہ: یہ بہت اچھی بدعت ہے.

پھر ابن قدامہ نے فرمایا! ابو عبداللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختار قول تراویح کے بارے میں یہی ہے کہ یہ بیس رکعت ہیں اور یہی امام ثوری، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی نے فرمایا ہے اور امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا چھتیس رکعت ہیں انہوں نے مدینہ والوں کے عمل سے اسکو معلق کیا ہے اور ہمارے لئے دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا تو وہ انکو بیس رکعت پڑھاتے تھے اور امام مالک نے بھی یزید بن رومان سے بھی روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان المبارک کے اندر تئیس رکعت قیام کرتے تھے (یعنی تین وتر اور بیس رکعت نماز تراویح ادا کرتے تھے).

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے اور یہ عمل اجماع کی طرح ہے، ابن قدامہ نے کہا

اگر ثابت ہو جائے کہ تمام اہل مدینہ نے اس طرح کیا ہے یعنی چھتیس رکعت پڑھی ہیں تو اس کے مطابق ہوتا، جو حضرت عمر نے کیا ہے اور آپکی خلافت میں

جس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا وہ عمل سب سے زیادہ اتباع کے لائق ہے.

اور بعض اہل علم نے کہا ہے کہ مدینہ والوں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ وہ مکہ سے برابری چاہتے تھے. (یعنی ثواب میں ان کے برابر ہونا) کیونکہ مکہ والے ہر دو ترویحوں کے درمیان سات چکر کا طواف کرتے تو مدینہ والوں نے ہر سات چکروں کی جگہ چار رکعت (نوافل) کرلئے اور جس عمل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے اختیار کیا وہ اتباع کا سب سے زیادہ حقدار اور بہتر ہے.

مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجدوں کے پاس سے گذرے اور ماہ رمضان میں وہاں قندیلیں (روشن) دیکھیں تو فرمایا

نور الله على عمر قبره كما نور علينا مساجدنا

ترجمہ: اللہ عمر کی قبر روشن کرے جس طرح انہوں نے ہماری مسجدیں روشن کیں.

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام رمضان کے مہینہ میں لوگوں کے ساتھ اس قدر قراءت کرے جو ان پر آسان ہو اور ان پر بوجھ نہ بنے اور کام اس کے مطابق ہو جو لوگ برداشت کرلیں.

قاضی علیہ الرحمۃ نے فرمایا! (ماہ رمضان) میں ایک ختم (قرآن) سے کم کرنا مستحب نہیں ہے، لوگوں کو پورا قرآن سننا چاہیئے، مقتدیوں کی تکلیف کو ناپسند کرتے ہوئے ایک قرآن سے زیادہ نہ کرے، ابن قدامہ کا کلام ختم ہوا

میں کہتا ہوں (مؤلف کتاب صابونی) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب تراویح بیس رکعت ہیں اسی وجہ سے ائمہ مجتہدین کا اجماع بیس رکعت (تراویح) کے افضل ہونے پر ہے.

شیخ دردیر کی کتاب "اقرب المسالک علی مذہب امام مالک" جز اول صفحہ ۵۵۲ میں اس کا واضح بیان ہے.

"رمضان میں تراویح عشاء کے بعد بیس رکعت ہیں، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے، شفع اور وتر کے بغیر[۱۳] نماز تراویح میں ایک قرآن مجید کا ختم کرنا مستحب ہے، اس طریقہ پر کہ ہر رات کو ایک پارہ پڑھے اور اسکو بیس رکعت پر تقسیم کردے، اور اگر باجماعت تراویح کی نماز سے مساجد خالی نہ ہو جائیں تو اپنے گھر اکیلے نماز تراویح پڑھ لینا بھی جائز ہے[۱۴]، اگر اس فعل سے مسجدوں کا خالی چھوڑ دینا لازم آئے یعنی

لوگ زیادہ گھر میں ہی نماز ادا کرنے لگیں اور مساجد میں جانا چھوڑ دیں تو انکو مسجدوں میں جماعت کیساتھ ادا کرنا ہی بہتر ہے۔ ۱۵

اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کا اس پر اجماع ہونے کی وجہ سے امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ بھی اسی طرف گئے ہیں کہ نماز تراویح بیس رکعت ہیں۔

امام ابن عبدالبر نے فرمایا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے یہی صحیح ہے کہ انہوں نے صحابہ کو اختلاف کے بغیر بیس رکعت پڑھائیں۔

مختصر المزنی میں ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
"میں نے لوگوں کو مدینہ میں دیکھا کہ وہ انتالیس رکعت ادا کرتے ہیں اور مجھے بیس رکعت پسند ہیں کیونکہ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اسی طرح مکہ (مکرمہ) میں لوگ بیس رکعت ادا کرتے ہیں اور تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔

امام ترمذی کا کلام

امام ترمذی نے اپنی جامع جو سنن ترمذی کے نام سے مشہور ہے فرمایا ہے کہ اکثر اہل علم اسی پر ہیں جو حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انکے علاوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ کبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (نماز تراویح) بیس رکعت ہیں اور یہی قول حضرت امام سفیان ثوری، امام ابن مبارک اور امام شافعی علیہم الرحمۃ کا ہے

اور امام شافعی نے فرمایا میں نے اسی طرح لوگوں کو اپنے شہر مکہ مکرمہ میں پایا کہ وہ بیس رکعت پڑھتے ہیں۔

ائمہ اربعہ کے بارے ابن رشد کا قول

١ ابن رشد نے "بدایۃ المجتہد" میں کہا ہے کہ امام مالک نے اپنے دو قولوں میں سے ایک میں اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ قیام رمضان وتروں کے علاوہ بیس رکعت ہیں۔

اما نووی کا قول

امام نووی نے المجموع جلد نمبر ۲ صفحہ نے ۵۲۶ میں جو کہا ہے وہ یہ ہے کہ "ہمارا مذہب یہ ہے کہ نماز تراویح دس سلاموں کے ساتھ وتر کے علاوہ بیس رکعت ہیں، اور یہ پانچ ترویحے ہیں اور ترویحہ دو سلام کیساتھ چار رکعت ہیں اور یہی ابو حنیفہ انکے اصحاب، ابو یوسف اور امام محمد وغیرہم، امام احمد اور امام داؤد وغیرہ نے کہا ہے اور اسی قول کو قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے جمہور علماء سے نقل کیا ہے

امام مالک کا قول

نماز تراویح نو ترویحے ہیں اور وہ چھتیس رکعت وتر کے علاوہ ہیں۔

ہمارے اصحاب (جمہور ائمہ) نے اس روایت کو دلیل بنایا ہے جو بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ

كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضى الله عنه في شهر رمضان بعشرين ركعة ـ وكانوا يتوكنون على عصيهم فى عهد عثمان من شدة القيام

ترجمہ: لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں بیس رکعت (نماز تراویح) ادا کرتے تھے، اور دو سو آیات کے ساتھ قیام کرتے تھے اور عہد عثمانی میں قیام کے سخت ہونے کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگا لیتے تھے۔

یزید بن رومان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیئیس رکعت ادا کرتے تھے، اسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں یزید بن رومان سے روایت کیا ہے، اسکو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے لیکن یہ روایت مرسل ہے کیونکہ یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

بیہقی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ ان دونوں روایتوں کو اس طریقہ پر جمع کیا جائے کہ وہ بیس رکعت (نماز تراویح) ادا کرتے تھے اور تین رکعت وتر اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے کہ

قیام رمضان بعشرین رکعة

ترجمہ: قیام رمضان (نماز تراویح) بیس رکعت ہیں.

امام ابن تیمیہ کا موقف

امام ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے کہ
ثابت ہوگیا کہ حضرت ابی بن کعب رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت اور تین وتر پڑھاتے تھے، پس اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہی سنت ہے کیونکہ مہاجرین اور انصار نے قیام (بیس رکعت) کیا اور کسی نے انکار نہیں کیا.

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب کا موقف

مجموعہ فتاویٰ نجدیہ میں ہے کہ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے رکعات تراویح کی تعداد کے بارے سوال کے جواب میں ذکر کیا ہے کہ
ان عمر رضي الله عنه لما جمع الناس على ابی بن كعب كانت صلوتهم عشرين ركعة

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا تھا تو ان کی نماز (تراویح) بیس رکعت تھی.

پس یہ بہت زیادہ ارشادات جو ائمۂ علماء مسلمین اور سلف صالحین کے ہیں جن سے یہ عمل ثابت ہوتا ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں.

گویا کہ نماز تراویح کے بارے وہ موقف جس پر آج مسلمان ہیں وہ یہ ہے کہ نماز تراویح بیس رکعت ہے یہی حق ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور یہی وہ موقف ہے جو صحابہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے، ان سب پر اللہ راضی ہو.

اور ائمۂ مجتہدین (چاروں مذاہب کے اماموں) کا اجماع ہے یہی وہ لوگ ہیں جو ہر زمانہ اور ہر وقت میں ہدایت کے جھنڈے اور علم کے منارے ہیں. اور یہی وہ موقف ہے جس کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا، یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ ہیں

الذی جعل الحق علی لسانه وقلبه

ترجمہ: جن کے دل اور زبان پر اللہ تعالیٰ نے حق رکھدیا ہے.
جس طرح اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے.

ہمارے مقتدا...... حرمین شریفین

ہم مسلمان ہیں اور ہمارے مقتدا ...... حرمین شریفین ہیں

مسجد حرام

جس کو اللہ تعالیٰ نے مشرق و مغرب کے مسلمانوں کی مساجد کیلئے قبلہ بنایا ہے اللہ رب العزت اس کے بارے فرماتے ہیں.
ان اول بيت وضع للناس للذی ببكة مباركا وهدی للعالمين

ترجمہ: بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہانوں کا راہنما.

مسجد نبوی شریف

(یہ وہ مسجد ہے) جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور اللہ بزرگ و برتر نے اپنے ارشاد میں اس مسجد اور اہل مسجد کی تعریف کی ہے.
لمسجدا سس على التقوىٰ من اول يوم احق ان تقوم فيه، فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله يحب المطهرين

ترجمہ: بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جسکی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اسمیں کھڑے ہو، اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں.

پس صحابہ کبار کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک کتنے لوگ ہیں جنہوں نے ان دونوں حرموں میں نماز تراویح ادا کی ہے کیا وہ اس میں بیس رکعت نماز (تراویح) نہیں ادا کرتے تھے، حالانکہ وہ دونوں حرم مسلمانوں کی مساجد کا قبلہ ہیں.

بیس تراویح کو بدعت کہنے والے جاہل ہیں

پس کیا یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ تمام مسلمان ایک بری چیز اور دینی امور میں سے ایک بدعت پر جمع ہوگئے اور تمام لوگ اس سے خاموش رہے حالانکہ ان میں علماء، فقہاء، اور محدثین بھی موجود تھے.

کئی قومیں اور کئی صدیاں گذر گئیں، اگر یہ (بیس رکعت تراویح) بدعت اور برائی ہیں تو کسی نے بھی اس برائی سے نہ روکا، جس طرح جاہلوں کا خیال ہے۔

سلفی دعوت

یہ وہی دعوت ہے جو سلف صالحین کے طریقے پر مضبوطی سے عمل کرنے کی دعوت ہے، نجد اور حجاز کے علاقہ میں یہ دعوت شروع ہوئی، سعودیہ کے علماء ایک بدعت کام پر کیسے خاموش رہتے، اور دین میں ایسی برائی کی مخالفت نہ کرتے جبکہ اس کام میں انکے ساتھ تمام عالم اسلام کے علماء بھی شریک ہیں۔
میں نے (مصنف نے) مکہ مکرمہ میں بیس سال گزارے ہیں اور امام کے پیچھے ہر رمضان المبارک کو مسجد حرام میں بیس رکعت نماز (تراویح) پڑھتے رہے ہیں، پھر ہم امام کے ساتھ تین رکعت وتر ادا کرتے ہیں، نجد و حجاز اور عالم اسلام کی چاروں اطراف کے علماء بھی اسی طرح نماز پڑھتے ہیں اور کسی نے اسکا انکار نہیں کیا اور نہ ہی اس پر اعتراض کیا ہے، کیا یہ انکی طرف سے بیس رکعت (تراویح) کے شرعی ہونے کا اقرار نہیں ہے؟
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وارضاہ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے بھی افضل ہے پھر مشرق و مغرب میں مسلمانوں کی مسجدیں ہمارے زمانے میں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں خصوصاً رمضان میں۔
افریقی ممالک، ملک شام، مصر، سعودیہ عرب اور پاکستان کی بڑی مسجدوں میں وہ نماز تراویح بیس رکعت پڑھتے ہیں، پس کیا یہ تمام لوگ جہالت اور گمراہی پر ہیں جس طرح سلفی بننے والے جاہلوں کا گمان ہے۔
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کیسے برائی اور گمراہی پر جمع ہو سکتی ہے حالانکہ صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ
لا تجتمع امتی علی ضلالة
ترجمہ: میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی
اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ
ماکان اللہ لیجمع امتی علی ضلالة[١٧]
ترجمہ: اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

خطاکار ذہن مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے جمع ہیں۔
تعجب یہ کہ یہ لوگ جو شہرت کے پہاڑ کی چوٹی پر سوار ہونا پسند کرتے ہیں اور اپنی علمی فوقیت، سرداری اور تیز فہمی کے ساتھ مشہور کئے جاتے ہیں، خلاف اصول اور غلط باتیں کرتے ہیں، سلف صالحین کو جاہل بتانے اور حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانے تک کے نئے اور پرانے دور کے علماء اسلام اور پوری امت کو گمراہ کہنے پر جمع ہیں۔
جو شخص بھی بیس رکعت نماز تراویح پڑھے اسے گمراہی کیطرف منسوب کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اتنے آگے بڑھے کہ تراویح میں گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنے والے کو اس شخص کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں جو ظہر کی پانچ رکعت اور فجر کی سنت چار رکعت پڑھتا ہے اور یہ قیاس واضح طور پر باطل ہے، نیز سوئے فہمی اور کند ذہنی پر دلالت کرتا ہے اور جس طرح کہا جاتا ہے کہ
عش رجبا تری عجبا
ترجمہ: زیادہ دیر زندہ رہ تو عجیب و غریب چیزیں دیکھے گا۔
ہم نے ان حضرات میں سے بعض کا قول پڑھا ہے۔
اس شخص کی مثال جو نماز تراویح بیس رکعت تک زیادہ کرتا ہے اس شخص کی سی ہے جو ایسی نماز پڑھتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح اسناد سے منقول نماز کے خلاف ہے، پس وہ شخص ایسا ہے جو ظہر کی پانچ رکعت اور فجر کی چار سنت پڑھتا ہے اور اس کی طرح ہے جو نماز میں دو رکوع اور کئی سجدے کرتا ہے۔
اللہ کی قسم (انکی) جہالت اور سوء فہمی دوپہر کے آفتاب سے زیادہ واضح ہے، جب یہ حال ہے تو کسی ایسے عالم کیلئے کیسے جائز ہے کہ وہ دین میں معرفت اور تحقیق کا دعویٰ کرے، بلکہ گمان کرتا ہے کہ وہ دینی امور میں اجتہاد کا درجہ رکھتا ہے اور فرض کو نفل پر قیاس کرتا پھرے اور قیام رمضان (آٹھ رکعت) میں اضافہ کو فرض نماز میں اضافہ کی طرح جانے۔
کیا یہ انڈے کا بینگن پر قیاس نہیں ہے جس طرح ضرب الامثال میں کہا جاتا ہے،
قیاس البیض علی الباذنجان

ترجمہ: انڈے کا بینگن پر قیاس کرنا

ایک جاہل آدمی جو دین کو نہیں سمجھتا وہ بھی چاشت کی چار رکعت پڑھنے والے اور مغرب کی نماز پانچ رکعت پڑھنے والے کے درمیان فرق کر لیتا ہے تو کہتا ہے یہ نفل نماز ہے اس میں جتنی رکعت چاہے پڑھ لے، درست ہے، اور یہ (مغرب) فرض نماز ہے اس میں تین رکعت سے زیادہ درست نہیں، ایک کند ذہن جاہل اس شخص کے درمیان ضرور فرق کرلے گا، جو عشاء کی نماز چھوڑ دے اور جو نماز تراویح چھوڑ دے، پہلے کے بارے کہے گا کہ وہ گمراہ اور کافر ہو گیا ہے[۱۷]، کیونکہ اس نے فرض نماز چھوڑ دی ہے اور دوسرے کے بارے میں کہے گا کہ اس نے سنتوں میں سے ایک سنت چھوڑی ہے اس پر کوئی گناہ نہیں[۱۸] اس قیاس کو یہ بڑا محقق بننے والا کیسے جائز سمجھے گا جو اجتہاد کا دعویٰ کرتا ہے اور نماز تراویح میں زیادتی کو فرض نماز کی رکعتوں میں زیادتی کے ساتھ ملاتا ہے۔

اس دور کے محققو! کیا (احکام) میں اسی طرح استنباط ہوتا ہے

ہم معزز قارئین کیلئے اس رسالہ میں وہ عبارت نقل کرتے ہیں جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے جاہلوں کے رد میں لکھی ہے تاکہ دو آنکھوں والے کیلئے صبح یعنی صحیح راستہ واضح ہو جائے اور عقلمند آدمی جاہل اور عالم کے کلام کے درمیان تمیز کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے سچ فرمایا ہے کہ

وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور

ترجمہ: اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں اور نہ اندھیرا اور روشنی

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتویٰ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ کی جلد دوم صفحہ ۴۰۱ میں کہتے ہیں کہ

کہ اصل قیام رمضان کے بارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی تعداد معین نہیں کی بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ رکعت سے زیادہ نہیں کیں[۱۹] لیکن آپ رکعتوں کو طویل کرتے تھے، پس جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کیا تو وہ انکو بیس رکعت پڑھاتے تھے، پھر تین وتر پڑھاتے تھے، اس مقدار کے مطابق قراءت کو چھوٹا کر لیتے، جتنی رکعتیں زیادہ کیں، کیونکہ یہ چیز ماموریں (مؤمنین) کیلئے ایک لمبی رکعت (پڑھنے) سے زیادہ آسان ہے یعنی لمبی لمبی رکعتیں پڑھنے سے چھوٹی رکعتیں زیادہ پڑھ لینا آسان ہے

پھر سلف صالحین میں، کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو چالیس رکعت تراویح ادا کرتے اور تین وتر پڑھتے، اور دوسرا گروہ چھتیس رکعت نماز تراویح اور تین رکعت وتر ادا کرتا اور یہ سب کچھ جائز ہے جس طرح بھی رمضان میں قیام کریں یہ تمام طریقے اچھے ہیں

پھر ابن تیمیہ نے کہا، بہتر یہ ہے کہ نمازیوں کے حالات کے اختلاف کے مطابق رکعتیں مختلف ہوں، پس اگر ان میں دس رکعتیں لمبے قیام کیساتھ ادا کرنے اور اسکے بعد تین وتر پڑھنے کی طاقت ہے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے تو وہ افضل اور بہتر ہے۔

اور اگر انہیں لمبے قیام کی طاقت نہ ہو تو بیس رکعت افضل ہیں، اسی پر اکثر مسلمان عمل کرتے ہیں، پس بیشک یہی بیس اور چالیس دونوں میں سے زیادہ بہتر ہیں اور اگر کوئی چالیس یا اس سے کم و بیش قیام کرے تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی چیز مکروہ نہیں اس پر کئی ائمہ نے روایات بیان کی ہیں، مثلاً امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ

اور جو شخص گمان کرتا ہے کہ قیام رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے کوئی تعداد معین ہے کہ نہ اس سے زیادہ کی جا سکتی ہیں اور نہ کم تو اس نے غلطی کی ۔[20]

میں (مؤلف کتاب) کہتا ہوں اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ پر رحم فرمائے وہ علم میں ایک بلند حیثیت رکھتے تھے، عقل اور سمجھ میں علم کی حیثیت رکھتے تھے اور انکا کلام جو ہم نے نقل کیا ہے ان کے فتاویٰ سے ہے۔

وہ ایسے نام نہاد دعویدار علماء کا رد کرتے ہیں جو کند ذہنی اور بدفہمی کے سبب علمائے کرام پر فخر کرتے ہیں۔ کاش! وہ ہمارے اس زمانے تک زندہ رہتے تاکہ اس دور کے مجتہدوں، محققوں اور جدت پسند مجددوں کو دیکھ لیتے جو سونے کو ایندھن اور کنکریوں کے ترازو سے تولتے ہیں، شاذ اور منکر اقوال پر فتوے دیتے ہیں، اور ان سے سادہ لوح عوام کی عقلوں (جذبات) کو بھڑکاتے ہیں اور ان میں سلف صالحین کو گمراہ کہنے اور ائمۂ مجتہدین کو غلط ثابت کرتے ہیں جو ہدایت اور دین کے مینار ہیں۔

اللہ تعالیٰ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے انہوں نے کہا ہے کہ

ما جادلت عالما الا وغلبته وما جادلنی جاھل الا وغلبنی

ترجمہ: جب میں نے کسی عالم سے بحث کی تو اس پر میں ہی غالب آیا اور جب مجھ سے کوئی جاہل جھگڑا تو وہ ہی مجھ پر غالب آیا

بعض لوگ تو اتنے بے حیا ہوگئے ہیں کہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنا بدعت اور گمراہی ہے اگرچہ یہ کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا، لیکن ہم کیا کہیں اللہ تعالیٰ جہالت اور کند ذہنی کو ہلاک کرے جس نے یہ کہا سچ کہا ہے۔

اذا ما الجھل خیم فی بلاد
رایت اسود ما مسخت قرودا

ترجمہ شعر: جب جہالت کسی علاقہ میں خیمہ لگالیتی ہے تو اس علاقہ کے سرداروں کو دیکھے گا کہ بندروں میں تبدیل ہوگئے ہیں۔

میں نے اپنے کان سے سنا ہے کہ ائمۂ مجتہدین کے بارے کہتے ہیں کہ وہ

گمراہی کے امام ہیں انہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور امت کو گمراہ کردیا اور (دلیل میں) وہ آیت پیش کرتے ہیں جو یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی، پس اسکو ائمۂ اعلام پر لگاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکی مذمت اللہ تعالیٰ نے اپنی معزز کتاب میں فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیء

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی فرقے ہوگئے ان میں سے تم کو کچھ نہیں۔

مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی اور ائمۂ مجتہدین کے حق میں نازل نہیں ہوئی، جس طرح یہ بے وقوف جاہل خیال کرتے ہیں۔

اور گویا کہ انہوں نے فقیہ مجتہد کے متعلق نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی سنا ہی نہیں۔

اذا اجتھد فاصاب فلہ اجران واذا اجتھد فاخطاء فلہ اجر واحد

ترجمہ: جب وہ اجتہاد کرتا ہے اور حق بات پالیتا ہے تو اس کیلئے دو اجر ہیں اور جب اجتہاد کرتا ہے اور غلطی ہوجاتی ہے تو پھر بھی ایک اجر ہے۔

گویا کہ جو کچھ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے: رفع الملام عن ائمۃ الاعلام " میں لکھا ہے انہوں نے پڑھا ہی نہیں ہے اور ہم ڈرتے ہیں کہ ہم ایسے زمانے میں پہنچ جائیں جس میں کمینے جاہل، علم اور فتویٰ کی کرسی پر براجمان ہوں۔

اور یہ وہ زمانہ ہے جس سے ہمیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف کے ذریعے ڈرایا ہے جس کو بخاری نے باب " قبض العلم " میں روایت کیا ہے۔

ان اللہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتیٰ اذا لم یبق عالم، اتخذ الناس رؤسا جھالا، فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا (اخرجہ البخاری)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ علم کو چھین کر نہیں سمیٹے گا کہ اسکو بندوں سے چھین لے گا، لیکن علم کو علماء اٹھ جانے (فوت ہوجانے) سے سمیٹے گا، یہاں تک کہ ایک

عالم باقی نہ رہے گا، لوگ جہال کو سردار بنائیں گے، ان سے سوال کیا جائیگا، پس وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، گمراہ ہونگے اور گمراہ کرینگے، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے

وفی الحدیث الصحیح ایضاً یقول علیه الصلوٰۃ والسلام ان من اشراط الساعة ان یرفع العلم ویثبت الجهل، ویشرب الخمر، ویظهر الزنا، وتکثر النساء، ویقل الرجال حتیٰ یکون لخمسین امراۃ القیم الواحد ۲۱

ترجمہ: ایک اور صحیح حدیث میں بھی ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم اٹھ جائے گا، جہالت عام ہوگی، شراب پی جائے گی، زنا زیادہ ہوگا، عورتوں کی کثرت ہوگی اور مرد کم ہوجائینگے، یہاں تک کہ پچاس عورتوں پر ایک نگران ہوگا.

بے شک جو صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین کو گمراہ کہتے ہیں اور امت کے سلف اور خلف کو محض اس وجہ سے گمراہی کی بدعت کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز تراویح بیس رکعت پڑھی ہیں اور یہ حماقت (بیوقوفی) اور جہالت کے زیادہ قریب ہے اور (یہ نظریہ) اور بدعت اور عدم اتباع کے زیادہ لائق اور مناسب ہے.

احمق اور بے وقوف کے سوا اور کون جرأت کریگا جو صحابہ کرام اور تابعین عظام کو بدعت کے ساتھ موصوف کریگا خبردار! یہ دھوکا بازی، غلط راہ اختیار کرنا، بیوقوفی اور جہالت ہے، بے شک یہی جماعت کی قوت کو توڑنا ہے اور مسلمانوں اور انکی جماعت کے طریقے سے نکلنا ہے جس سے قرآن کریم نے ہمیں ڈرایا ہے، جب اس نے فرمایا

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصله جهنم وساءت مصیرا ۲۲

ترجمہ: اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہوگئی ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے، مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دینگے اسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے.

بے شک یہ تکبر ہے اور شہرت کے راستے میں نفسانی خواہشات کی اتباع ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب فرمایا سچ فرمایا

الکبر بطر الحق وغمط الناس ۲۳

ترجمہ: تکبر حق سے دور ہونا ہے اور اسے قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جانتا ہے اور اپنی رائے پر مغرور ہوتا ہے.

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کو مضبوطی سے پکڑنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑنا ہے

ہم بات جلد ختم کرتے ہیں اور اس زمانہ کے ائمہ اجتہاد سے کہتے ہیں کہ

"بیشک جو کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا یا جس کا حکم فرمایا ہے وہ دین میں بدعت نہیں ہے، بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کو مضبوطی سے تھامنا ہے اور مندرجہ ذیل دلائل کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ہے.

۱. بیشک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فاروق رکھا ہے.

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے حق و باطل اور ہدایت و گمراہی کے درمیان امتیاز کیا، پس وہ فاروق (یعنی فرق کرنے والے) عمر رضی اللہ عنہ ہیں.

۲. وہ ملہم ہیں جو اپنے نور بصیرت سے وہی بات کہتے ہیں جو حق، درست، بہتر اور ہدایت والی ہوتی ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکے بارے ارشاد فرمایا ہے کہ

ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبه ۲۴

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

لقد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون، ای ملهمون فان یکن فی امتی احد فانه عمر ۲۵

ترجمہ: تحقیق تم سے پہلی امتوں میں محدثین تھے، یعنی ملہم لوگ، (جن کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے) پس اگر کوئی ایک میری امت میں ہوگا تو وہ عمر ہونگے.

۳۔ کئی جگہوں پر قرآن پاک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل فرمایا گیا، پس بخاری نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے

وافقت ربی فی ثلاث

ترجمہ: میں نے اپنے رب کی تین جگہوں پر موافقت کی

(۱) مقام ابراہیم کے بارے، (۲) پردہ میں، (۳) بدر کے قیدیوں میں

۱۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

واتخذوا من مقام ابراهم مصلی (البقرہ آیت نمبر ۱۲۵)

ترجمہ: اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو

۲۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپکی ازواج (مطہرات)، رضی اللہ عنہ کے ہاں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ اگر آپ انکو پردہ[۲۹] کرنے کا حکم فرمادیں تو؟ پس پردے کی آیت نازل ہوئی۔

واذا سالتمو هن متاعا فاسئلو هن من وراء حجاب (الاحزاب آیت ۵۳)

ترجمہ: اور جب تم پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر مانگو

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج (مطہرات) آپکے پاس غیرت کے بارے جمع ہوئیں تو میں نے کہا

عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیراً منکن (التحریم آیت نمبر ۵)

ترجمہ: اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دیں تو عجب نہیں کہ ان کا پروردگار تمہارے بدلے انکو تم سے بہتر بیبیاں دیدے

پس اسی طرح آیت نازل ہوئی

جب قرآن کریم عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوتا ہے تو صحابہ انکی بات کو کیوں نہ پکڑیں، (یعنی عمل کریں) اور انکی رائے پر کیسے اتفاق نہیں کرینگے۔

ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا

مانزل بالناس امرقط، فقالوا فیه وقال فیه ابن الخطاب الانزل فیه

القرآن علی نحو ماقال عمر [۲۷]

ترجمہ: جب کبھی لوگوں کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو لوگ اس بارے اپنی رائے پیش کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی رائے دیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوتا۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو خلفائے راشدین، ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقوں اور سنتوں کو مضبوطی سے تھامنے یعنی عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وانه من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا، فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین، عضوا علیها بالنواجذ [۲۸]

ترجمہ: اور بیشک جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، پس تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے، انکو بہت مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر

ترجمہ: ان کی اقتداء کرو جو میرے بعد ہیں یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کسی کے طریقہ پر چلنا چاہے اسے چاہیئے کہ ان کے طریقہ پر چلے جو فوت ہوگئے، بیشک زندہ فتنہ سے امن میں نہیں ہوتا، وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، اس امت میں سب سے افضل ہیں، دلوں کے اعتبار سے سب سے نیک ہیں، علم کے لحاظ سے زیادہ گہری نظر والے ہیں، تکلف کے اعتبار سے سب سے کم ہیں یعنی کم تکلفات میں پڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور دین کی تقویت کیلئے چن لیا، پس تم انکی فضیلت کو جانو، اور انکے نقش قدم پر چلو، انکے اخلاق اور انکی سیرت کو اپنی طاقت کے مطابق مضبوطی سے پکڑو، پس بے شک وہ سیدھے راستہ پر ہیں۔

میں کہتا ہوں، (مؤلف) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھکر اس چیز کا کون زیادہ حقدار ہے کہ اس کے طریقوں کو مضبوطی سے تھاما جائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اتباع و فرمانبرداری کسطرح بدعت و گمراہی ہوگی، جسکو مسلمانوں نے قانون کی حیثیت دی ہو، جس طرح بعض جاہل علم کے دعویدار کہہ دیتے ہیں ابن اثیر نے اس حدیث کی شرح میں جسکو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ

نعمت البدعہ ھذہ [٢٩]

ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

انہوں نے واضح طور پر لکھا ہے کہ بدعت ابتداع سے ہے اور ابتداع اگر اس بات کے خلاف ہو جسکا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا ہے تو وہ برائی اور انکار کے زمرے میں ہے، اور اگر (وہ بات) اس عموم کے تحت واقع ہوتی ہو جسکو اللہ تعالیٰ نے بہتر جانا اور اللہ یا اسکے رسول نے اسکی طرف رغبت دلائی تو وہ تعریف کے زمرے میں آئے گی، جیسے جود و سخاکی کوئی قسم اور نیکی کا کام پس یہ پسندیدہ اعمال میں سے ہیں اور اس کی تائید حدیث کرتی ہے۔

من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرھا واجر من عمل بھا [٣٠]

ترجمہ: جس شخص نے اچھا طریقہ جاری کیا اسکے لئے اس کا اجر اور جو اس پر عمل کرے گا اسکا اجر بھی ہے۔

نماز تراویح کے بارے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس کی تائید کرتا ہے

نعمت البدعۃ ھذہ [٣١]

ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

جب یہ نیک اعمال سے ہے اور تعریف کے زمرے میں داخل ہے تبھی اس کا نام بدعت رکھا ہے، اور اسکی تعریف کی ہے اور اسکو اچھا کہا ہے اور یہ اس لئے کہ اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پڑھا ہے، لیکن ترک بھی کیا ہے، اور اس پر پابندی نہیں کی اور نہ لوگوں کو اس کیلئے جمع کیا ہے، پس حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس پر پابندی اور لوگوں کو اس پر جمع کرنا اور ان لوگوں کو اسکی طرف بلانا بدعت ہے لیکن بدعت محمودہ اور ممدوحہ یعنی وہ بدعت جسے پسند کیا گیا ہے اور جسکی تعریف کی گئی ہے۔ [٣٢]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے چھوڑنا صرف امت پر رحم کرنے کی وجہ سے تھا، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے اس پر لوگوں کو آگاہ کیا اور اس سنت کو ہمیشہ کیلئے جاری کیا، پس ان کیلئے اس کا اجر اور ان لوگوں کے برابر اجر بھی ہے جو قیامت تک اس پر عمل کرینگے فتح الباری (شرح بخاری) میں لکھا ہے

اور بدعت حقیقتاً وہ ہے جو سابق مثال کے بغیر ایجاد کی گئی ہو یعنی جس کی پہلے مثال موجود نہ ہو اور شریعت میں سنت کے مقابلے میں بولی جائے تو وہ مذموم ہوگی اور تحقیق یہ ہے کہ اگر وہ شریعت میں اچھے کام کے تحت ہوگی تو وہ حسنہ ہے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

نعمت البدعۃ

یہ اچھی بدعت ہے

اور اگر وہ شریعت میں برے کام کے ضمن میں آئیگی تو وہ بری ہوگی ورنہ وہ مباح کی قسم سے ہوگی۔ [٣٣]

پھر فرمایا! اور رمضان کا قیام سنت ہے کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اخذ کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض ہوجانے کے ڈر سے اسے چھوڑا تھا، پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے اور اس سے یعنی فرضیت کا حکم نازل ہونے کا ڈر ختم ہوگیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اسکی فضیلت تھی تو انہوں نے لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کردیا جبکہ اختلاف امت اور فرقہ بندی ہونے کا خدشہ تھا، کیونکہ ایک امام کے پیچھے جمع ہونا اکثر نمازیوں کو خوش کرتا تھا۔ [٣٤]

اس روایت میں رکعتوں کی تعداد کا ذکر نہیں آیا، جو نماز حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پڑھاتے تھے، اس میں اختلاف کیا گیا ہے، پس یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ گیارہ

رکعت تھیں اور دو سو آیات پڑھتے تھے، اور لمبے قیام کی وجہ سے لوگ لاٹھیوں کے
سہارے کھڑے ہوتے تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تیرہ رکعت تھیں اور امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن خصیفہ کے ذریعے روایت کی ہے کہ وہ بیس رکعت ہیں
اور یہ وتر کے علاوہ ہیں اور یزید بن رومان سے روایت ہے انہوں نے کہا
کان الناس یقومون فی زمان عمر بثلاث و عشرین
ترجمہ: لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تئیس رکعت کا قیام کرتے تھے.
اور عطاء نے کہا میں نے انکو رمضان میں بیس رکعت اور تین رکعت وتر
پڑھتے پایا اور ان روایات کو حالات کے اختلاف کیساتھ جمع کرنا ممکن ہے یا یہ
احتمال بھی ہے کہ یہ اختلاف قراءت کے لمبا کرنے اور مختصر کرنے کی وجہ سے ہو،
پس جہاں قراءت لمبی ہوگی رکعات کم ہونگی اور اس کے برعکس بھی یعنی جو قراء
ت چھوٹی کرے گا رکعات زیادہ کرے گا **۲۵**
میں کہتا ہوں (مؤلف کتاب) کہ یہ محدثین اور اہل علم میں سے محققین
کے اقوال ہیں پس کسطرح کہا جائے گا کہ (آٹھ پر) زیادتی بدعت منکرہ (سئیہ) ہے.

آٹھ تراویح پڑھنے والے سلفیوں کا حدیث

سیدہ عائشہ سے استدلال اور اس کا جواب

(سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال

ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ الذی رواہ البخاری و مسلم

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں کرتے تھے، یہ وہ حدیث ہے جسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے.

دو وجہوں سے اس حدیث میں ان کیلئے آٹھ رکعت سے زیادہ تراویح پڑھنے کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے.

پہلا جواب بے شک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو روایت کی ہے وہی ہے جو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز دیکھی ہے اور یہ اس کے خلاف نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ رکعتیں پڑھتے تھے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویوں میں سے وہ ایک ہیں اور آپ ہر رات تو ان کے ہاں نہیں سوتے تھے کہ قطعی اور یقینی حکم لگایا جا سکے، انہوں نے تو صرف اس بات کی خبر دی ہے جو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھی ہے.

غور کرو ایہی ام المومنین (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) ہیں جو گواہی دیتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا، جس طرح صحیح مسلم میں ابن شہاب کی حدیث میں ہے کہ وہ حضرت عروہ سے وہ (حضرت) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نفل نماز پڑھتے کبھی نہیں دیکھا اور میں اسے ضرور پڑھتی ہوں، اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اعمال کو چھوڑ دیتے تھے، حالانکہ آپ اسے پسند فرماتے تھے، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ اس عمل کو لوگ بھی کرینگے تو ان پر فرض ہو جائے گا، اسکو مسلم نے روایت کیا

اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں سے آپکی نماز چاشت پر ہمیشگی اور اسکی رغبت دلانا بھی ثابت ہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ترک نہ کرنے کی وصیت فرمائی، جس طرح صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، انہوں نے کہا

اوصانی حبیبی بثلاث لن ادعهن ماعشت، بصیام ثلاثة ایام من کل شهر وصلوة الضحیٰ وبان لا انام حتی اوتر ۳۹

ترجمہ: میرے حبیب نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ جبتک زندہ رہوں انکو ہرگز نہ چھوڑوں، ہر مہینہ میں تین دنوں کے روزے رکھنے، چاشت کی نماز اور یہ کہ میں وتر پڑھنے کے بغیر نہ سوؤں

اور صحیح مسلم میں عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا

ما اخبرنی احد انه رائی النبی صلی الله علیه وسلم یصلی الضحیٰ الا ام هانی، فانها حدثت ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل بیتها یوم فتح مكة فصلی ثمانی رکعات، مارایته قط صلی صلاة اخف منها غیرانه کان یتم الرکوع والسجود ۳۷

ترجمہ: مجھے (حضرت) ام ہانی رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا، پس انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت پڑھیں، میں نے آپکو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے اتنی ہلکی نماز پڑھی ہو، جب کہ آپ رکوع سجود مکمل کرتے تھے۔

کیا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز چاشت کا انکار صرف اس وجہ سے کر سکتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے آپکو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا؟ پس اسی طرح یہاں انکے اس قول میں ہے

ماکان صلی الله علیه وسلم یزید فی رمضان ولا غیره علی احدی عشرة رکعة الخ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے یادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (آخر تک) پس بیشک وہ ہمارے سامنے وہ کچھ بیان کر رہی

ہیں جو انہوں نے اپنے گھر میں دیکھا اور یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علاوہ دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہ کے ہاں اس سے زیادہ بھی پڑھتے تھے، جس طرح یہ حضرت ابن عباس اور حضرت زید رضی اللہ عنہ اور انکے علاوہ (دیگر صحابہ) کی حدیث ثابت ہے، یہاں تک کہ امام احمد نے "زیادات علی المسند" میں حضرت علی رضی اللہ عنہا سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی من اللیل ست عشرة رکعة سوی المکتوبة

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے علاوہ رات کی نماز سولہ رکعت پڑھتے تھے

دوسرہ جواب دوسرا امر یہ ہے کہ جو (سیدہ) عائشہ رضی اللہ عنہا نے صحیحین میں روایت کیا ہے وہ اس کے مخالف ہے، جو مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی من اللیل ثلاث عشرة رکعة ۳۸

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے۔

بے شک اس صحیح روایت میں گیارہ رکعت سے زائد کا بیان ہے اور اسی طرح وہ روایت جو امام مسلم نے بھی حضرت زید بن خالد جہنی سے بیان کی ہے وہ اس کے مخالف ہے، انہوں نے کہا

لارمقن صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم اللیلة، فصلیٰ رکعتین خفیفتین، ثم صلی رکعتین طویلتین طویلتین طویلتین، ثم صلی رکعتین وهما دون اللتین قبلهما ثم صلی رکعتین وهما دون اللتین قبلهما فذکر الحدیث الی ان قال! ثم اوتر فذلک ثلاث عشرة رکعة ۳۹

ترجمہ: تحقیق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کو بہت دیر تک دیکھتا رہا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت چھوٹی چھوٹی پڑھیں پھر آپ نے دو لمبی لمبی رکعتیں غرضیکہ بہت ہی لمبی پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دونوں پہلی دو سے کم تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دونوں رکعتیں پہلی دو رکعتوں سے کم تھیں، انہوں نے حدیث بیان کی یہاں تک کہ انہونے کہا پھر انہوں نے وتر پڑھے پس یہ تیرہ رکعت ہو گئیں۔ (مسلم شریف)

اس لئے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
"علماء نے کہا ہے کہ ان حدیثوں میں حضرت ابن عباس، حضرت زید اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم ہر ایک کی خبر (حقیقت کے مطابق) ہے جو انہوں نے
دیکھا، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اس میں کوئی (مقرر) حد نہیں ہے
جس میں نہ کمی کی جائے اور نہ زیادتی کی جائے، بے شک رات کی نماز طاعات
(نوافل) میں سے ہے کہ جتنا اس میں اضافہ کرے گا اجر و ثواب زیادہ ہوگا، اختلاف
صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل میں ہے اور اس میں جو انہوں نے
اپنے لئے پسند فرمایا، حافظ ابن عراقی نے "طرح التثریب" میں کہا ہے
"علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ قیام اللیل کیلئے کوئی حد مقرر نہیں ہے لیکن
جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے، اس بارے میں روایات مختلف ہیں[۴۰]
قیام اللیل کی تعداد (رکعات) مذکورہ مقرر نہ ہونے کی گواہی وہ روایت دیتی ہے
جس کو ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
اوتروا بخمس، او بسبع او بتسع، او باحدی عشرۃ رکعۃ او باکثر من ذالک
ترجمہ: وتر پانچ رکعت یا سات یا نو یا گیارہ رکعت یا اس سے زیادہ پڑھو
یہ وہ حدیث ہے جس کو حافظ عراقی نے صحیح کہا ہے جس طرح "نیل
الاوطار" اور "تحفۃ الذاکرین" میں ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاویٰ کی پہلی جلد میں کہا
"ثابت ہوگیا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو رمضان میں بیس
رکعت اور تین وتر پڑھاتے تھے"
پس اکثر علماء کی رائے ہے کہ یہ سنت ہیں کیونکہ مہاجرین اور انصار
(صحابہ) کے درمیان یہ قائم رہیں اور کسی انکار کرنے والے نے اسکا انکار نہیں کیا
اور (علماء کے) دوسرے گروہ نے انتالیس رکعتیں مستحب سمجھیں، (اس
کی) بنیاد قدیم اہل مدینہ کے عمل پر ہے، ایک گروہ نے تیرہ رکعت بتائی ہیں.

اس میں وہ سرگرداں ہیں جو خلفائے راشدین کی سنت اور مسلمانوں کے
عمل سے ثابت ہے. اور درست یہ ہے کہ یہ سب حسن (اچھا) ہے جس طرح اس پر
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نص بیان کی ہے، اور انہوں نے قیام رمضان میں کوئی
تعداد مقرر نہیں کی، اس وقت (قیام رمضان) کی رکعتوں کی قلت اور کثرت قیام
کے لمبا اور چھوٹا ہونے کے موافق ہے. یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو
لمبا قیام فرماتے تھے یہاںتک کہ آپ کے بارے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ آپ
صلی اللہ علیہ ایک رکعت میں سورۃ بقرہ، آل عمران اور سورۃ نساء پڑھتے تھے، پس
طویل قیام آپکو رکعات کی کثرت سے بے نیاز کر دیتا تھا.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جب مسلمانوں کو نماز پڑھاتے تو وہ
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہاء کے زمانے میں ایک جماعت ہوتے تھے.
حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) انکو بیس رکعت پڑھاتے تھے، کیونکہ زیادہ
قیام لوگوں پر مشکل تھا. پس رکعتوں کا بڑھانا طویل قیام کے عوض میں تھا، اور
بعض سلف صالحین چالیس رکعت پڑھتے تھے. [۴۱]

پس یہ وہ اقوال ہیں جو ہم نے ائمۂ اعلام سے ذکر کئے ہیں ان اقوال سے
صاحب فہم و بصیرت حضرات کے سامنے ان لوگوں کا بطلان (غلط ہونا) ظاہر ہوگیا
جن کا زعم یہ ہے کہ جس نے گیارہ رکعت سے زیادہ رکعتیں ادا کیں وہ گمراہ اور
بدعتی ہے اور وہ ایسا ہے جیسے اس نے ظہر کی پانچ رکعت پڑھیں.
اللہ کریم ہمیں جہالت اور پریشانی سے محفوظ رکھے، آمین

نوجوانوں کو میری نصیحت

نماز تراویح کی مفصل وضاحت اور بیان کے بعد میں اپنے مسلمان
بھائیوں کو ایک نصیحت کرتا ہوں ان میں سے خصوصی طور پر نوجوانوں کو کہتا
ہوں
، مناسب ہے کہ حق ہمیشہ پیش نظر ہو، اور مقصد اللہ کی رضا ہو، نہ خواہشات کی
اتباع اور نام و نمود کی شہرت اور اگر دین کے اعتبار سے دیکھیں تو یقیناً ظاہر کی
محبت ظاہر کو تباہ کر دیتی ہے.

۲ یہ کہ ہم قوم کو اختلاف سے بچائیں اور اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق کی پوری پوری کوشش کریں، پس اللہ کریم نے ہمیں فرقہ بازی سے بچنے کی ہدایت کی ہے اور ہمیں وحدت و اتفاق کی دعوت دی ہے.

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

ترجمہ: اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا.

اور ہمیں اختلافات اور فرقہ بازی کے خطرے سے آگاہ کیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاء هم البينت واولئك لهم عذاب عظيم

ترجمہ: اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے، اور اختلاف کرنے لگے تھے، اس کے بعد بھی جب آچکی تھیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کیلئے عذاب بہت بڑا ہے (آل عمران آیت نمبر 105)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

واطيعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا ان الله مع الصبرين

ترجمہ: اور خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا کہ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا، اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے.

تذهب ريحكم کا معنیٰ ہے کہ تمہاری قوت، طاقت اور بہادری چلی جائے گی.

۳ تم پر لازم ہے کہ تم جماعت کی صفوں میں ملو اور جماعت کے ساتھ ہو جاؤ اور الگ راہ اختیار کرنے کو ترک کردو اور مسلمانوں کی جماعت سے انحراف چھوڑ دو پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

ومن يشاقق الرسول من بعد ماتبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ماتولىٰ ونصله جهنم وساءت مصيرا (النساء آیت نمبر ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اسکے بعد کہ روشن ہو گئی، اس کیلئے ہدایت کی راہ اور چلے اس پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم

پھرنے دینگے اسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے.

اور جماعت سے خارج ہونا ہلاکت ہے، ہوتا یہی ہے کہ بکریوں کے ریوڑ سے جدا ہونے والی بکری کو بھیڑیا کھا جاتا ہے.

عليكم بالجماعة فان يدالله مع الجماعة, ومن شذ شذ في النار

ترجمہ: تم پر جماعت لازم ہے، پس بیشک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں گیا.

جیسا کہ نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صحیح خبر منقول ہے کہ

۴ قیل و قال اور زیادہ جھگڑے کو چھوڑ دو کیونکہ دینی معاملات میں جھگڑا اور ریاکاری امت کیلئے ہلاکت کا سبب ہے، جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

ماضل قوم بعد هدى كانوا عليه الا اوتوا الجدل

ترجمہ: ہدایت کے بعد قوم صرف اس لئے ہی گمراہ ہو گئی کہ وہ جھگڑے میں پڑ گئی.

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد تلاوت فرمایا

ماضربوه لك الا جدلا بل هم قوم خصمون (الزخرف آیت ۵۸) [42]

ترجمہ: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑنے کو، بلکہ وہ جھگڑالو لوگ ہیں.

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

انما هلك من كان قبلكم باختلافهم في الكتاب [43]

ترجمہ: تم سے پہلے لوگ صرف کتاب میں اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے

۵ دعوۃ الی اللہ (اللہ کی طرف دعوت) میں حکمت کے طریقہ پر چلو، اور تم پر اپنے تمام معاملات میں نرمی لازمی ہے.

فان الرفق لايكون في شيء الا زانه ولا ينزع من شيء الا شانه [44]

ترجمہ: پس یقیناً نرمی جس چیز میں بھی ہوگی اسے مزین کردے گی اور جس چیز سے نکال دی جائیگی اسے خراب کردے گی.

جس طرح سید الخلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "زندگی میں تمہارا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا" دلوں کو محبت اور صفائی پر جمع کرنا ہونا چاہیئے اور دینی امور

میں گہرائی اور تشدد سے بچو"

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ملک المتنطعون ملک المتنطعون

ترجمہ: گہرائی میں پڑنے والے ہلاک ہوگئے گہرائی میں پڑنے والے ہلاک ہوگئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کو تین مرتبہ بیان فرمایا۔

اور نبوت کی ہدایت کی پیروی کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کسی کو کسی کام کیلئے بھیجتے تو انکو فرماتے

بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا

ترجمہ: خوشخبری سناؤ، نفرت نہ دلاؤ اور آسانی کرو تنگی نہ کرو یعنی دین کو آسان کرکے پیش کرو مشکل انداز میں پیش نہ کرو۔

اور وہ سنو جو حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو معلم اور مرشد ہونے کی حیثیت میں ارشاد فرمایا۔

انکم فی زمان من ترک فیه عشر ما امر به هلک، ثم یاتی زمان من عمل فیه بعشر ما امر به نجا (رواہ الترمذی فی باب الفتن)

ترجمہ: یقیناً تم ایسے زمانے میں ہو جو شخص ان امور میں جن کا حکم دیا گیا ہے اس کے دسویں حصے پر (عمل کرنا) چھوڑ دے گا تو ہلاک ہو جائے گا، پھر ایسا زمانہ آئے گا جو مامور بہ (حکم کئے گئے) کاموں میں دسویں حصہ پر عمل کرے گا تو نجات پا جائیگا۔

اس حدیث کو ترمذی نے باب الفتن میں روایت کیا

۶ علمائے عاملین ائمۂ مجتہدین کے اقوال کو مضبوطی سے تھامے رکھو پس وہ دینی امور میں خاص مقام رکھنے والے ہیں اور ان اہل ہواء کی اتباع سے بچو یعنی ان نفسانی خواہشات کے پجاریوں کو چھوڑو جو علم میں بلندی کے دعویدار ہیں جو تمہیں ائمۂ اعلام کے آراء کو چھوڑ دینے کی دعوت دیتے ہیں اس حجت اور دلیل کے ساتھ کہ مذاہب کی اتباع گمراہی ہے تاکہ تم ان کے ایسے خیالات کو اپنا لو جن میں انہوں نے سلف خلف اور جمہور علماء کے خلاف کیا ہے، اور انکا مقصد صرف ظاہریت کی محبت ہے جو ظاہریت کو بھی تباہ کر دیتی ہے، پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں اہل علم اور (دینی امور میں) خاص مقام رکھنے والے لوگوں کی طرف رجوع کرنے کا

حکم فرمایا ہے۔

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون (الانبیاء آیت ۸)

ترجمہ: تو اے لوگو! تم علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو

اور فرمایا کہ

ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم (النساء آیت ۸۳)

ترجمہ: اور اگر لوٹا دیتے اسے رسول (کریم) کی طرف اور بااقتدار لوگوں کی طرف اپنی جماعت سے تو جان لیتے اس خبر (کی حقیقت) کو وہ لوگ جو نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں۔

پس ائمۂ مجتہدین ہدایت کے چراغ اور نور اور روشنی کی مشعلیں ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ جب امام دارالہجرات امام مالک، عالم مکہ امام شافعی، امام اہل سنت امام احمد اور امام ابو حنیفہ جنکے علم نے مشرق و مغرب کو گھیر لیا ہے اور امام ابن تیمیہ بالاتفاق شیخ الاسلام تھے۔ جب یہ ائمۂ اعلام سلف صالحین نہیں ہیں اور وہ شریعت اور دین میں ہمارے مقتدا نہیں ہیں تو پھر ہم کس کی اقتداء کریں؟ کیا ہم ان لوگوں کی اقتداء کریں جو مخالفت اور علیحدگی کے خواہش مند ہیں جبکہ فقہائے کرام عورتوں کیلئے سونا پہننے کے جواز پر جمع ہیں تو وہ کہتے ہیں نہیں یہ حرام ہے جائز نہیں ہے پس سونے کے کپڑے پہننے کی حرمت پر نصوص وارد ہوئی ہیں۔

جب فقہائے کرام قرآن مجید کے چھونے کیلئے طہارت کے واجب ہونے پر جمع ہیں تو انہوں نے کہا کے بے وضو پر طہارت واجب نہیں ہے اور انہوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بھلا دیا۔

والا یمس القرآن الا طاهر

ترجمہ: اور یہ کہ قرآن کو نہ چھوئے مگر پاک آدمی

جب فقہائے عظام نے کہا کہ جنبی کیلئے قرآن کریم کا پڑھنا جائز نہیں ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوقات (حالات) میں اللہ کا ذکر کرتے تھے، جس طرح حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی۔ تلاوت قرآن اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے درمیان بہت بڑے فرق میں انہوں نے

(سلفی علماء نے) جہالت اختیار کی، انکے فاسد فہم کے مطابق تو جنبی جمعہ کی نماز بھی پڑھ سکتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں.

فاسعوا الی ذکر اللہ

ترجمہ: تو اللہ کے ذکر کیطرف جلدی کرو

تمام مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مراد خطبے کا سننا اور نماز کا ادا کرنا ہے، جب علمائے کرام ملاقات کیلئے آنے والے کے واسطے کھڑا ہونے کے جواز پر متفق ہیں تو وہ کہتے ہیں قیام حرام ہے، کیونکہ قیام (کھڑا ہونا) نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، پس جو کسی شخص کیلئے کھڑا ہوا گویا اس نے ایک شخص کی عبادت کی، انکی ذہنیت پر افسوس، اسی قیاس کے مطابق مناسب ہے کہ ہم قراءت (قرآن پڑھنا) اور قعود (التحیات کی صورت میں بیٹھنا) کو حرام قرار دیدیں کیونکہ وہ دونوں نماز کے ارکان میں سے ہیں.

عش رجبا تری عجبا

ترجمہ: زیادہ دیر زندہ رہ، تو عجیب و غریب چیزیں دیکھے گا

اے نوجوانو! ہم چاہتے ہیں کہ تم حکم لگانے میں جلد بازی سے کام نہ لو

اور تم علم اور فقہ اپنے ان اصحاب (صاحب علم لوگوں) سے حاصل کرو، جو اپنے علم اور دین میں مضبوط ہیں.

امام زہری علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ یہ علم دین ہے پس دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو. ۴۵

اے نوجوانو! علم کے جھوٹے دعویداروں سے بچو، جو شہرت اور غلبہ کو پسند کرتے ہیں، اگرچہ علماء کی عزت کو مجروح کرنے اور سلف صالحین میں ائمۂ اعلام پر طعن کے ذریعے ہو.

اور یقیناً میں ڈرتا ہو کہ ہم اس زمانہ میں آپہنچے ہیں کہ جس میں جاہل لوگ بڑے بنے ہوئے ہیں، جن کے بارے میں (محمد) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث پاک میں خبری دی ہے کہ جس کو بخاری نے روایت کیا ہے کہ

ان اللہ لایقبض العلم انتزاعا ینتزعه من صدور العباد، ولکن یقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جھالا، فسئلوا فافتوا

بغیر علم فضلوا واضلوا

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں سمیٹیں گے کہ اس کو بندوں کے سینوں سے نکال دیں گے بلکہ علم کو علماء کے اٹھالینے کیساتھ سمیٹ دینگے، یہانتک کہ کوئی عالم نہیں رہے گا، لوگ جاہلوں کو سردار بنا لینگے، پس ان سے سوال کئے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دینگے، گمراہ ہونگے اور گمراہ کرینگے.

ہم آخری نصیحت اپنے ان بھائیوں کیلئے پیش کر رہے ہیں جو جہالت سے سلفی بن رہے ہیں ہم انہیں کہتے ہیں کہ

۱. جزوی امور میں فتنوں کو بھڑکانا، ابھارنا اور مسلمانوں کو تشویش میں ڈالنا کیا سلف صالحین کا طریقہ ہے؟

۲. کیا امت کو گمراہ کرنا سلف صالحین اور علمائے امت کو جاہل کہنا انکو سنت کی مخالفت اور بدعت اختیار کرنے کے طعنے دینا سلف صالحین کا عمل ہے؟

۳. کیا جمہور اہل اسلام سے الگ رائے قائم کرنا اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہونا اور اس دور کے بعض شیوخ کے اقوال سے چمٹے رہنا سلف صالحین کا طریقہ ہے. اس امت کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو

تمہارا مقصد اخلاص، سچائی اور سلف صالحین کے طریقہ پر مضبوطی سے عمل ہونا چاہیئے، شہرت، نفسانی خواہشات کی اتباع اور ظاہریت کی محبت نہیں ہونی چاہیئے.

ان عجیب و غریب غیر مانوس اور خلاف قیاس آراء کو چھوڑو اور اپنی جدوجہد دین سے پھرنے والے کیمونسٹوں اور عیسائیت کی دعوت دینے والوں کے مقابلہ میں وقف کردو.

اس امت کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، جس گروہ بندی، اختلاف اور نقصان میں ہم مبتلا ہیں یہی ہمارے لئے کافی ہے.

ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ مسلمان اور اسلام کی دعوت دینے والے طاقتور، سرکش، دشمن اور بغاوت، کیمونزم، آزاد خیالی اور بے دینی کا مقابلہ کریں.

ہم ایسے دور میں ہیں جس میں فتنے موجیں مار رہے ہیں یہ ایسا دور ہے جس میں

ایمان اور کفر کے درمیان جنگ ہے، یہ وقت سنت اور بدعت کی لڑائی کا نہیں (یعنی یہ وہ وقت نہیں جس میں سنت اور بدعت میں جھگڑا کیا جائے) لوگوں کو چھوڑ دو، آٹھ رکعت تراویح پڑھیں یا بیس رکعت.

ان کو چھوڑ دو وہ اکیلے اکیلے اللہ کی تسبیح کریں یا جماعت کی صورت میں تسبیح کریں، اگر ـ اگر تم سچے مخلص ہو اور سلف صالحین کے طریقہ کی اتباع کا ارادہ رکھتے ہو تو ان لوگوں کو لہو و لعب اور رقص و سرود کی مجلسوں کی بجائے ذکر کے حلقوں میں جمع ہونے دو

لوگوں کی عبادت میں خلل اندازی نہ کرو، احکام دین پر خود مطلع نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان علماء اور سلف صالحین پر دین میں بدعت جاری کرنے کی تہمت نہ لگاؤ، یا اس وجہ سے کہ تم ان دلائل سے ناواقف ہو جس پر علماء اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم نے اعتماد کیا ہے.

اگر ایک آدمی کلی طور پر نماز تراویح سے رک جاتا ہے تو اس کا جرم اور گناہ اس شخص کے گناہ سے ہلکا ہے، جو مسلمانوں کی جماعت کو جدا جدا کر دیتا ہے، اور دشمنی و فساد پھیلاتا ہے، پس یقیناً نماز تراویح سنت ہے اور مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد اور کلمہ پر اجتماع فرض ہے.

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

ترجمہ: اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا

تم کس طرح ایک سنت کی وجہ سے امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رہے ہو؟

ہم اس ذات سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں خطا اور لغزش سے محفوظ فرمائے اور ہمیں حق، ہدایت اور سلف صالحین کے طریقہ کے التزام پر لائے، اور ہمیں دین میں سمجھ عطا فرمائے تاکہ ہمارے احکام دلیل اور بصیرت پر مبنی ہوں.

یقیناً وہ بہترین ہدایت دینے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا ہے.

بحث کا خاتمہ

جو کچھ آج کل مسلمان مشرق و مغرب میں بیس رکعت نماز تراویح کے بارے کر رہے ہیں وہی حق ہے جس پر نصوص کریمہ دلالت کرتی ہیں یہی راستہ ہے جس پر سلف صالحین چلے ہیں اور ائمہ اعلام کا اس پر اجماع ہے اور ملت اسلامیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانے تک متفق ہے، نماز تراویح بیس رکعت نبوت کی راہنمائی کے مطابق ہے اور سنت نبوی شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی اتباع میں ہے.

فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين

ترجمہ: تم پر مرا طریقہ اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ لازمی ہے

بلکہ یہ عمل منتشر لوگوں کو جمع کرتا ہے اور مسلمانوں کو ایک ہو جانے کی دعوت دیتا ہے، خصوصاً اس پر قدیم اور جدید دور کے ائمہ اعلام کا اجماع ہے، اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندے، اپنے رسول اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپکی آل اور آپکے تمام اصحاب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، اور تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے.

مکۃ المکرمہ
غرۃ شہر رمضان
۱۴۰۴ھ

کتبہ
خادم الکتاب والسنۃ
محمد علی الصابونی

حواشی

(۱) الترغیب والترہیب میں یہاں فینزل الرحمۃ بھی ہے یعنی رحمت نازل فرماتے ہیں

(۲) دیکھو "الفقہ الواضح علی المذاہب الاربعہ" از ڈاکٹر محمد بکر اسماعیل صفحہ ۳ / ۲۵

(۳) صحیح مسلم ۱ / ۵۲۷

(۴) ھذا الحدیث فی اسنادہ مسلم بن خالد المخزومی وھو ضعیف کما قال ابو داؤد قال الحافظ فی الفتح والمحفوظ ان عمر رضی اللہ عنہ ھو الذی جمع الناس علی ابی ابن کعب الفتح ۴ / ۲۱۸

(۵) بخاری شریف

(۶) المغنی لابن قدامہ

(۷) رواہ البخاری ۳ / ۲۲۰ فی الصلوۃ التروایح - دیکھو جامع الاصول ۹ / ۱۱۷

(۸) شرح المھذب ۳ / ۵۲۷

(۹) السنن الکبریٰ للحافظ البیہقی فی باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شھر رمضان ۲ / ۴۹۶

(۱۰) موطا امام مالک میں اس کے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی سند مرسل قوی ہے

(۱۱) المغنی ۲ / ۱۹۷ لابن قدامہ الحنبلی وذکراہ رواہ ابو داؤد

(۱۲) رواہ البخاری فی صحیحہ

(۱۳) یعنی وتر ایک سلام کیساتھ پڑھتے تھے

(۱۴) یہ نماز تراویح کی بات ہے اسے مسجد میں پڑھنا بہتر ہے لیکن اس کے ساتھ فرض بھی مسجد میں ادا کرنا نہ چھوڑدیں

(۱۵) شرح الصغیر علی اقرب المسالک ج ۱ / ۵۵۲

(۱۶) رواہ اصحاب السنن

(۱۷) اگر کوئی فرض نماز کا انکار کرے تو ہو جاتا ہے (مترجم)

(۱۸) یعنی کبیرہ گناہ نہیں ہے (مترجم)

(۱۹) یہ روایت تہجد کے بارے میں ہے، دیکھو بخاری باب قیام اللیل

(۲۰) فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۲ / ۴۰۱ اور دیکھو جو فقیہ محدث شیخ اسماعیل انصاری نے اپنے مضبوط رسالے "تصحیح حدیث صلاۃ التراویح عشرین رکعۃ" میں لکھا ہے، پس اس میں بیمار کی شفاء ہے، یہ موصوف حکومت سعودیہ کے دار الافتاء کے رکن ہیں

(۲۱) اخرجہ البخاری عن حدیث انس بن مالک وانظر جواہر البخاری

(۲۲) سورۃ النساء، الآیۃ (۱۵۵)

(۲۳) یہ اس حدیث کا حصہ ہے امام بخاری نے بیان کیا ہے

(۲۴) اسکو ترمذی نے بیان کیا ہے۔ مناقب میں اور فرمایا ہے کہ حدیث صحیح حسن ہے دیکھیے جامع الوصول ۸ / ۶۰۸

(۲۵) بخاری ۷ / ۴۰ باب مناقب عمر - ابن اثیر نے جامع الوصول میں کہا ہے "محدثون" حدیث میں اسکی تفسیر کی ہے کہ وہ ملہم ہیں اور ملہم وہ ہے جو کسی چیز کے بارے ظن اور فراست سے خبر دے

(۲۶) یہ بات پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی ہے

(۲۷) اسکو ترمذی نے بیان کیا ہے - اس کی اسناد حسن ہے اور دیکھیے جامع الوصول

(۲۸) اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے بیان کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

(۲۹) بخاری شریف

(۳۰) جامع الوصول ۱ / ۲۸۰

(۳۱) بخاری شریف

(۳۲) جامع الاوصول فی احادیث الرسول، لابن الاثیر ۱ / ۲۸۱

(۳۳) فتح الباری لابن حجر عسقلانی علی شرح البخاری ۴ / ۲۵۳

(۳۴) اس سے بخاری کی وہ روایت مراد ہے جو عبد الرحمان بن عبد القاری سے مروی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان المبارک کی ایک رات باہر نکلا تو دیکھا کہ لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں انکو ایک قاری کے پاس جمع کردوں، تو پھر آپ نے تمام لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع کر دیا یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے (مترجم)

(۳۵) فتح الباری ۴ / ۲۵۲، ۲۵۳

(۳۶) اخرجہ مسلم ۱ / ۴۹۹

(۳۷) صحیح مسلم ۱ / ۴۹۷

(۳۸) صحیح مسلم ۱ / ۵۳۱

(۳۹) اخرجہ مسلم ۱ / ۵۳۲

(۴۰) رسالہ التراویح عشرون رکعۃ از علامہ شیخ اسماعیل انصاری

(۴۱) دیکھیں فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ج ۱ صفحہ ۱۶۸-۱۶۹

(۴۲) ترمذی شریف حدیث نمبر ۳۲۵۰ ابن ماجہ باب اجتناب البدع واحمد فی المسند ۵ / ۲۵۲ اور فرمایا کہ اسکی سند صحیح ہے

(۴۳) اخرجہ مسلم فی العلم

(۴۴) مسلم شریف - ابو داؤد شریف باب فضل الرفق

(۴۵) امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں یہ قول امام محمد بن سیرین کیطرف منسوب کیا ہے (مترجم)

ماخذ و مراجع

قرآن مجید	
بخاری شریف	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ
مسلم شریف	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ
نسائی شریف	امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ
ابو داؤد شریف	امام ابو داؤد سلیمان اشعث رحمہ اللہ علیہ
ترمذی شریف	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ علیہ
مؤطا	امام مالک رحمہ اللہ علیہ
مسند	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ
السنن الکبریٰ	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ
جامع الاصول	امام ابو السعادت المبارک محمد ابن الاثیر جزری رحمہ اللہ
فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی
الترغیب والترھیب	ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری
جامع بیان العلم وفضلہ	امام محدث ابو عمر یوسف بن عبدالبر رحمہ اللہ
نیل الاوطار	قاضی محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ
تحفۃ الذاکرین	قاضی محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ
المغنی	امام ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ
شرح المھذب	امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف شافعی نووی رحمہ اللہ
المجموع	امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف شافعی نووی رحمہ اللہ
بدایۃ المجتہد	امام ابن رشد مالکی رحمہ اللہ
اقرب المسالک علی مذہب الامام مالک	الشیخ الدردیر مالکی رحمہ اللہ

الشرح الصغیر علی اقرب المسالک	-
طرح التثریب	حافظ عراقی
فتاویٰ	الشیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ
رفع الملام عن الائمۃ الاعلام	الشیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ
لسان العرب	علامہ ابن منظور
مجموعۃ الفتاوی النجدیہ	-
صلاۃ التراویح عشرون رکعۃ	الشیخ اسماعیل الانصاری سعودی
الفقۃ الواضح علی المذاہب الاربعۃ	ڈاکٹر محمد بکر اسماعیل
تصحیح حدیث صلاۃ التراویح عشرین رکعۃ	الفقیہ المحدث الشیخ اسماعیل الانصاری رکن دار الافتاء سعودی عرب